:\Users\Rashid\Desktop\3
copy.jpg not found.

ہفتہ وار

نقیب

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر
مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون
مولانا رضوان احمد ندوی

■ اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
■ دینی مسائل
■ مولانا محمد اسحٰق صاحب نیپالی
■ زندہ قوموں کا طرز عمل
■ افریقی ممالک میں اسلام دشمن............
■ پارٹی کے لیے اقتدار کی قربانی
■ اخبار جہاں، طب وصحت، ملی سرگرمیاں
■ اہم کام

جلد نمبر 55/65 شمارہ نمبر 44 مورخہ ۲۳؍صفر المظفر ۱۴۳۹ھ مطابق ۱۳؍نومبر ۲۰۱۷ء روز سوموار

یکساں کام مساوی معاوضہ

گذشتہ چند سالوں سے سرکار نے تعلیمی اداروں میں پڑھانے کے لیے مختلف ناموں سے اساتذہ بحال کر رکھے ہیں، پرائمری اسکولوں میں یہ اساتذہ پنچایت، بلاک، نگر پنچایت، نگر پریشد، نگر نگم وضلع پریشد کی ''نیوجن اکائی'' پر بحال ہوتے ہیں، جب کہ میڈل اسکول اور پلس ٹو (2+) میں ضلع ونگر پریشد ونگر نگم کے استاذ کی حیثیت سے بحالیاں ہوتی رہی ہیں، اس طرح کل ٹھیکہ پر بحالی اساتذہ کی تعداد تین لاکھ اکاون ہزار ہے، ان میں سے تین لاکھ گیارہ ہزار اساتذہ پرائمری اور مڈل اسکولوں میں کام کرتے ہیں، اور چالیس ہزار اساتذہ کی بحالی ہائی اسکول اور 2+ کے اسکولوں میں ہے، ان اساتذہ سے مستقل طور پر بحال اساتذہ کی طرح کام لیا جاتا ہے، لیکن ان کی تنخواہ اسکولوں میں بحال چپراسیوں سے بھی کم ہے، جو دستور کی دفعہ 14 کی خلاف ورزی ہے، ہائی کورٹ نے 92 صفحات پر مشتمل اپنے فیصلہ میں واضح طور پر لکھا ہے کہ یکساں کام کے بدلے یکساں شہریہ کی مانگ پوری طرح جائز ہے، چیف جسٹس راجندر مینن اور جسٹس انیل کمار اپادھیائے کی بینچ نے اس فیصلہ کی بنیاد سپریم کورٹ کے ذریعہ جگجیت سنگھ بنام پنجاب سرکار معاملہ میں دیے گیے ایک فیصلہ کو بنایا ہے، جس میں کہا گیا ہے کہ یکساں کام کے لیے یکساں شہریہ لوگوں کے بنیادی حقوق میں ہے، جو دستور کی دفعہ 14 میں مذکور ہے، عدالت نے سرکاری وکیل کے اس بیان کو قابل اعتنا نہیں سمجھا، جس میں کہا گیا تھا کہ چونکہ یہ بحالیاں سرکاری سطح پر نہیں کی جاتی ہیں، مقامی ایجنسیاں انہیں بحال کرتی ہیں، اس لیے ان پر یکساں کام یکساں شہریہ کا فارمولہ لاگو ہی نہیں ہوتا، یہ بحالیاں دستور کی دفعہ 243 کے تحت ہوئی ہیں، اس لیے دفعہ 14 میں مذکور بنیادی حقوق کے ذیل میں اسے شامل نہیں کیا جا سکتا۔

حکومت بہار کے محکمہ تعلیم نے اس فیصلہ کے خلاف سپریم کورٹ جانے کا من بنا لیا ہے، ممکن ہے کہ جس وقت یہ تحریر آپ تک پہونچے حکومت سپریم کورٹ پہونچ چکی ہو، سرکار کی اپنی جو بھی مجبوری ہو، لیکن واقعہ یہ ہے کہ ٹھیکہ پر بحال اساتذہ کو اسکول میں وہ عزت نہیں ملتی جو قدیم اساتذہ کو حاصل ہے، متعینہ تنخواہ کی وجہ سے سماج بھی ان کو کم تر سمجھا جاتا ہے، اسکول میں دوسرے اساتذہ کی بہ نسبت کام بھی ان سے زیادہ لیا جاتا ہے، اور وہ معاشی پریشانیوں کے شکار بھی رہتے ہیں، ایسے میں ہائی کورٹ کا یہ فیصلہ حکومت بہار کی جانب سے دہرے معیار کو ختم کرنے کی جانب مثبت قدم ہے اور ہر سطح پر اس کی سراہنا کی جا رہی ہے، اس فیصلہ کی رو سے ٹھیکہ پر بحال اساتذہ کی تنخواہ میں دو سے ڈھائی گنا کا اضافہ ہو جائے گا اور ان کی ماہانہ یافت اڑتیس سے چالیس ہزار تک پہونچ جائے گی۔

اس اضافہ کا خوش گوار اثر اساتذہ کی معیار زندگی اور معاشی حالت پر پڑے گا، اس فیصلہ سے تعلیم میں کتنا بدلاؤ آئے گا، اور اساتذہ سہولتوں کے حصول کے بعد تعلیم پر پہلے سے کس قدر زیادہ توجہ دیں گے اور محنت سے نئی نسل کو تعلیم وتربیت سے آراستہ کریں گے، ان کے موجودہ رویہ میں کوئی بدلاؤ آئے گا یا حسب سابق ہی معاملہ چلتا رہے گا، یہ کہنا ذرا قبل از وقت ہوگا، امیدیں اچھی رکھنی چاہیے اور بدگمانی سے دور رہنا چاہیے۔

مختلف سطح پر ٹھیکہ پر بحال اساتذہ کی تنخواہ پر ابھی بہار سرکار کو سالانہ دس ہزار کروڑ خرچ کرنا پڑتا ہے، عدالت کے حکم کی تعمیل کرنے پر اکیس ہزار کروڑ خرچ کرنے ہوں گے، جو دو گنا سے زیادہ ہے یعنی گیارہ ہزار کروڑ کا اضافی بوجھ حکومت کے خزانے پر پڑے گا، جبکہ ریاست کا کل تعلیمی بجٹ بیس ہزار کروڑ کا ہے، ایسے میں حکومت کے لیے اسے لاگو کرنا اور وہ بھی ۲۰۰۹ء سے مشکل ہوگا، دیکھنا ہے ٹھیکہ پر بحال اساتذہ کی مقدر کا ستارہ کب چمکتا ہے، شاید سپریم کورٹ کے فیصلے تک انتظار کرنا پڑے۔ انتظار جتنا کرنا پڑے، حق کے حصول اور انصاف پانے کی یہ لڑائی اساتذہ کو جاری رکھنی چاہئے، ہندوستان کے حکمرانوں کا مزاج یہ بن گیا ہے کہ وہ گفتگو کی میز پر بات کم سنتے سمجھتے ہیں، احتجاج، مظاہرے اور شور شرابے کی زبان انہیں زیادہ سمجھ میں آتی ہیں، اس سے کتنا نقصان ہوتا ہے، اس سے ان پر کوئی فرق نہیں پڑتا، دوسری زبان عدالت کے فیصلے کی ہے جسے وہ سمجھتے ہیں، کیوں کہ دستوری طور پر وہ اس کے پابند ہیں۔

بین السطور

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

مثبت سوچ

انسانی زندگی میں اتار چڑھاؤ آتا رہتا ہے، مختلف قسم کے واقعات وحوادثات ذہن ودماغ پر اثر انداز ہوتے ہیں، ایسے موقع سے ذہن میں دو قسم کے خیالات پیدا ہوتے ہیں، ایک اس واقعہ کا منفی پہلو ہوتا ہے اور ذہن عموماً ادھر ہی منتقل ہوتا ہے، اس منفی سوچ اور منفی اثرات سے انسان کے اندر مایوسی پیدا ہوتی ہے، کام کرنے کا جذبہ سرد پڑ جاتا ہے اور اس کا بہت سارا وقت یہ سوچتے ہوئے گذر جاتا ہے کہ ایسا کیوں ہوا؟ یہ معاملہ میرے خلاف چلا گیا، اس کی وجہ سے میری پریشانیاں بڑھیں، سوچنے کا دوسرا طریقہ اس واقعہ کا مثبت پہلو ہے، اس پہلو تک ذہن کی رسائی آدمی کو مفلوج نہیں کرتی بلکہ اس کے قوت عمل کو مہمیز کرتی ہے، اور بسا اوقات وہ ایسا کر گذرتا ہے، جس کی توقع عام حالات میں اس سے نہیں لگائی جاتی۔ ابھی حال میں مطالعہ میں ایک صاحب کا واقعہ آیا، وہ سال کے آخری دن پورے سال کی حصولیابیوں کا جائزہ لے رہے تھے، جائزہ کے بعد وہ اس نتیجہ پر پہونچے کہ یہ سال میرے لیے انتہائی بُرا تھا، کیوں کہ انہیں ایک آپریشن کے نتیجے میں کئی ماہ بستر سے لگا رہنا پڑا تھا، ساٹھ سال کی عمر ہو جانے کی وجہ سے انہیں اپنی پسندیدہ ملازمت سے سبکدوش ہونا پڑا تھا، اسی سال ان کے والد اسی (۸۰) سال کی عمر میں چل بسے تھے، اسی سال ایک حادثہ میں بیٹا ایسا معذور ہو گیا تھا کہ کئی ماہ اسے پلاسٹر کرا کر پڑے رہنا پڑا، اس بیماری کی وجہ سے وہ امتحان کی بہتر تیاری نہیں کر سکا، اور فیل ہو گیا، ظاہر ہے اس سے بُرا سال اور کیا ہو سکتا ہے، اس منفی سوچ کے نتیجے میں وہ ذہنی اور دماغی طور پر پریشان رہنے لگے، لیکن جب ان کی رفیقہ حیات نے انہیں واقعات کا جائزہ لیا تو اس کا احساس تھا کہ یہ سال ہر اعتبار سے اچھا رہا، اس لیے کہ برسوں سے پتے کے درد سے پریشان میرے خاوند کو درد سے نجات مل گئی، انہوں نے صحت وسلامتی کے ساتھ اپنی مدت ملازمت پوری کر لی اب وہ دفتری مصروفیات سے آزاد ہونے کی وجہ سے گھریلو معاملات پر زیادہ توجہ دے سکیں گے، مکمل یکسوئی کے ساتھ لکھنے پڑھنے کا کام کر سکیں گے، اس کا احساس تھا کہ میرے سسر لمبی عمر پا کر بغیر کسی پر بوجھ بنے اور غیر معمولی تکلیف اٹھائے دنیا سے رخصت ہوئے، میرا بیٹا ایک حادثہ میں بال بال بچ گیا، گاڑی جس طرح تباہ ہوئی اس طرح بیٹا بھی موت کے آغوش میں سو سکتا تھا، اللہ نے بڑا کرم کیا، میرا بیٹا زیادہ معذور نہیں ہوا، بچ گیا، گاڑی تو دوسری بھی آجائے گی، اگر میرا بیٹا مر جاتا تو...... اس نے اللہ کا شکر ادا کیا کہ اس سال کو اللہ نے میرے لیے رحمت بنا کر بھیجا تھا، آپ نے دیکھا واقعہ وہی ہے: لیکن نتائج الگ الگ اخذ کیے جا رہے ہیں، ایک منفی انداز میں تجزیہ کر رہا ہے تو اسے پورے سال میں خرابی ہی خرابی نظر آتی ہے، اور دوسرے کی سوچ مثبت ہے تو اس کو خیر ہی خیر پورے سال میں نظر آتا ہے، ظاہر ہے اس سوچ کا اثر اعمال پر بھی پڑتا ہے، منفی سوچ والا شکایتوں کے دفتر لے کر بیٹھ جائے گا اور مثبت سوچ والا کلمۂ شکر سے اپنی زبان کو تازگی بخشے گا، اس لیے واقعات وحالات کا ایجابی اور مثبت اثر لینا چاہیے، زندگی بہتر انداز میں گذارنے کا یہی طریقہ ہے، آپ کے سامنے ایک گلاس ہے، جس میں تھوڑا پانی ہے، آپ اسے آدھا بھرا بھی کہہ سکتے ہیں، اور آدھا خالی بھی، واقعاتی اعتبار سے دونوں صحیح ہے، لیکن اگر آپ اس گلاس کو جس میں پانی ہے، آدھا بھرا کہتے ہیں تو آپ کی سوچ مثبت ہے، اگر آپ اسے آدھا خالی کہتے ہیں تو یہ آپ کی منفی سوچ کی غماز ہے، اُگتے اور ڈوبتے سورج کا منظر یکساں ہوتا ہے، آپ کے سامنے تصویر رکھی گئی، آپ نے کہا کہ یہ اُگتے سورج کی تصویر ہے، تو یہ آپ کی مثبت سوچ کی نشانی ہے، کیوں کہ آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ رات کی تاریکی دور ہو گئی اور آنے والا دن روشن اور تابناک ہے، لیکن اگر آپ نے اس تصویر میں سورج کو ڈوبتا ہوا سمجھا تو یہ آپ کی منفی سوچ کا مظہر ہے، آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ سورج ڈوب رہا ہے، روشن دن کا خاتمہ ہوا، آگے تاریک رات ہے، اس سوچ کا اثر آپ کے قوت فکر وعمل پر پڑے گا، تقریر وتحریر پر بھی پڑے گا، اس کی وجہ سے آپ کے کہنے کا اسلوب اور الفاظ بھی بدلے گا، گلزار دبستاں میں ایک کہانی لکھا ہے کہ بادشاہ نے خواب دیکھا کہ اس کے سارے دانت گر گیے ہیں، نجومی نے تعبیر بتائی کہ آپ کے سارے اعزہ واقرباء آپ کی زندگی میں مر جائیں گے، (بقیہ صفحہ ۴ پر)

زوال پذیری

''یہ تلخ لیکن زمینی سچائی ہے کہ ہندوستان میں مجموعی طور پر مسلم معاشرت تیزی سے زوال پذیر ہے، امت کی رگ رگ سے زوال پذیری کے فوارے پھوٹ رہے ہیں، انتشار، افتراق، تحاسد، تباغض، گروہ بندی، مسلکی وعلاقائی جھگڑے، سیاسی وطبقاتی تناؤ، عہدے اور منصب کی ہوس، خود نمائی، خود پرستی اور اپنی انا وعجب کے لئے امت کے اجتماعی مفاد کا گلہ گھونٹنا عام بات ہو چکی ہے اور یہ سب اب معمولی اختلافات کے طور پر نہیں ہیں، بلکہ اب آنے والا دن ایسے دسیوں زخم ہر روز لگا جاتا ہے۔''

(حضرت مولانا واضح رشید ندوی مدظلہ)

بلا تبصرہ

''ہندوستانی قانون کے تحت بھی کسی شہری کو قومی ترانہ گانے یا اس کے احترام میں کھڑے ہونے کے لئے مجبور نہیں کیا جا سکتا ہے، اور نہ ہی ایسا نہ کرنے پر اس کو سزا دی جا سکتی ہے، اس تعلق سے موجودہ قانون میں صرف اتنا کہا گیا ہے کہ اگر کوئی شخص دانستہ اور عمداً کسی کو جن من گن گانے سے روکتا ہے یا اگر کسی گروپ کو اسے گاتے وقت ڈسٹرب کرتا ہے تو وہ تین سال کی قید اور جرمانہ کی سزا کا مستحق قرار پائے گا، شاید اسی لیے سپریم کورٹ کی سہ رکنی بینچ نے مرکزی حکومت کو یہ صلاح دی ہے کہ وہ بندوق چلانے کے لیے کورٹ کے کاندھوں کا استعمال نہ کرے؛ بلکہ خود آئین میں ترمیم کر لے۔''

(پرویز حفیظ، انقلاب ۲۹؍اکتوبر ۲۰۱۷ء)

اللہ کی باتیں ـــــ رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

آخرت سے غفلت نہ برتئے:

کیا تمہارا خیال تھا کہ ہم نے تم کو بے مقصد پیدا کر دیا اور تم ہمارے پاس واپس لائے نہیں جاؤ گے۔(سورہ مومنون:۱۱۵)

وضاحت: اللہ تعالیٰ نے دنیا کی تمام چیزوں کو کسی نہ کسی مقصد کے تحت پیدا فرمایا، چرند و پرند، حجر و شجر تمام چیزوں کی تخلیق با معنی ہیں، بے معنی نہیں ہیں، سورج، چاند و ستارے کی روشنی اور زمین کو فرش بنا کر چلنے پھرنے اور پیڑ پودوں سے سبزہ زار بنائے رکھنے کے لیے پیدا کیا، خالق کائنات نے دنیا کو ہر جہت سے خوشگوار بنایا اور اس میں انسانوں کو سب سے افضل و اشرف بنایا، تاکہ وہ ان اشیاء سے فائدہ اٹھائے اور اپنی زندگی کو اللہ کی اطاعت و فرمانبرداری، عبادت و بندگی میں گذارے، یہی کامیاب زندگی کی بنیادی شرط ہے، جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم حشرات الارض کی طرح کھا کر زندگی گذار کر مٹی ہو جائیں گے، وہ اس غلط فہمی کو اپنے دل سے نکال باہر کریں، اللہ رب العزت نے واضح الفاظ میں فرمایا کہ کیا انسان یہ خیال باندھتا ہے کہ ہم اس کی ہڈیاں جمع نہ کریں گے، ہاں، ہاں، ہمیں تو اس پر قدرت ہے کہ اس کا پور پور درست کر دیں۔(سورہ قیامۃ) جس کی قدرت یہ ہے کہ جب انسان کچھ نہ تھا، اس کو وجود بخشا، اس کے اعضا درست کئے، سننے، دیکھنے، بولنے کی طاقت عطا کی، جو پہلی بار پیدا کرسکتا ہے تو پھر دوبارہ پیدائش میں شبہ کیا؟ اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم دی کہ تم اس دنیا میں رہو، مگر یہ سمجھ کر رہو کہ تم یہاں ایک ذمہ دار کی حیثیت رکھتے ہو، ایک وقت آنے والا ہے، جہاں تمہارے ایک ایک کام کا حساب و کتاب دینا ہوگا، اس کے نامہ اعمال میں چھوٹی اور بڑی تمام چیزیں درج ہوں گی، کوئی ادنی بات بھی چھوٹنے نہ پائے گی اور اسی حساب کے بعد دائمی زندگی ملے گی، اس لیے اس دنیا میں رہ کر دوسری دنیا سے غافل نہ ہونا، جب تک آخرت کے مسئلہ پر یقین نہ کرلیا جائے، اس وقت تک انسان کی کائنات دل میں انقلاب برپا نہیں ہوسکتا، قرآن مجید نے اسی وجہ سے بار بار آخرت کے عقیدے پر زور دیا اور مختلف پیرایہ میں اسے ذہن نشیں کرنے کی سعی کی؛ تاکہ مومن بندے گناہ اور نافرمانی پر ندامت و شرمندگی کے آنسو بہائیں اور دل میں اللہ کا خوف پیدا کریں، اس لیے اگر مسلمان کامیابی اور فلاح چاہتا ہے تو اس کو چاہئے کہ اپنی زندگی کو اللہ کی رضا و خوشنودی کے مطابق گذارے۔

بیمار ذہنیت:

حضرت واثلہ بن اسقع سے روایت ہے کہ محسن انسانیت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اپنے کسی بھائی کی مصیبت پر خوشی کا اظہار نہ کرو، ورنہ ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمادیں اور تجھ کو اس مصیبت میں مبتلا کردیں۔(ترمذی)

مطلب: دنیا میں اکثر دیکھا جاتا ہے کہ جس شخص سے کسی انسان کو بغض و عداوت یا کدورت ہوتی ہے اور اس پر کوئی ناگہانی مصیبت یا افتاد آپڑتی ہے تو حاسد آدمی یک گونہ خوشی محسوس کرتا ہے اور کبھی کبھی غیر شعوری طور پر اس خوشی کا برملا اظہار بھی کردیتا ہے، اس طرح کی بیمار ذہنیت کے لوگ اسلام کی روح اور اس کی تعلیمات سے کوسوں دور رہتے ہیں، کیوں کہ کسی کی مصیبت پر خوش ہونا ایک پست، تکلیف دہ اور اذیت ناک خصلت ہے، اس لیے اس حدیث پاک میں اس مرض کی اصلاح فرمائی گئی کہ جو شخص اپنے کسی مسلمان بھائی کی مصیبت ہر خوش ہوتا ہے، اسے اس بات سے ڈرنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ اس مبتلائے مصیبت کو تو عافیت عطا فرمادے اور اس شخص کو اس مصیبت میں مبتلا کردے؛ کیوں کہ یہ ایک ناپسندیدہ عمل ہے کہ ہم دوسروں کے درد و الم کو اپنے لیے وجہ سکون تصور کریں، ایک مسلمان کی شان تو یہ ہونی چاہئے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کا غم خوار ہو، اگر خدانخواستہ کسی تکلیف یا مصیبت میں دیکھے تو پریشان ہوجائے اور اس کو دور کرنے کی ہر ممکن کوشش کرے اور اگر نہیں کرسکتا تو اخلاص و للّٰہیت اور دل سوزی کے ساتھ دعا کرنے سے دریغ نہ کرے، ممکن ہے کہ کردار کی اسی پاکیزگی سے اللہ تعالیٰ اس کو ہر مصیبت سے نجات دے دے، اس لیے قرآن وحدیث میں کسی کو حقیر سمجھنے سے منع کیا گیا ہے۔

ہاں! جو لوگ کسی دکھ اور پریشانی میں مبتلا ہیں یا انہیں کوئی بیماری لاحق ہوگئی ہے تو انہیں چاہئے کہ وہ اللہ سے پناہ مانگیں، دعا و مناجات کریں کہ اے اللہ میری پریشانی کو دور کردے اور خطاؤں اور گناہوں کو معاف فرمادے تو رب کریم ہے اور میں تیرا کمزور بندہ ہوں، پھر دیکھئے کہ اللہ کی رحمت کس قدر جوش میں آتی ہے۔ ہمارے بزرگوں نے مصیبت کی گھڑی میں درود شریف کی کثرت سے ورد کرنے کی بھی تلقین کی ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے درود شریف کے فضائل میں لکھا ہے کہ اس کا پڑھنے والا دنیا کی رسوائی سے محفوظ رہتا ہے، انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ایک قول بھی نقل کیا ہے کہ جس کسی کو کوئی حاجت درپیش ہو تو وہ ہزار مرتبہ پوری توجہ کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پاک پڑھ کر اللہ سے دعا مانگے، ان شاء اللہ حاجت پوری ہوگی؛ اس لیے ہر مومن بندہ کو اللہ سے ڈرتے رہنا چاہئے اور مصیبت کے وقت اللہ سے اس کو دور کرنے کی دعا مانگنا چاہئے اور اپنے بھائی کی مصیبت پر خوش ہونے سے بچنا چاہئے۔

اللّٰھم یا فارج الھّم ویا کاشف الغم فرج ھمی ویسر أمری وارحم ضعفی وقلۃ حیلتی وارزقنی من حیث لا احتشب یا رب العالمینo

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

اعضاءِ وضوء کو تین سے زائد بار دھونا:

بہت سارے لوگوں کو دیکھا جاتا ہے کہ جب وہ وضو کے لیے بیٹھتے ہیں تو سنت کا خیال نہیں رکھتے اور اعضاء وضو کو تین مرتبہ سے زیادہ دھوتے ہیں، شرعاً اس کا کیا حکم ہے؟

الجوابــــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

نسائی اور ابن ماجہ کی روایت ہے کہ دیہات کا ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے وضو کا طریقہ سیکھنے کے لیے آیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین تین بار اعضاء وضو کو دھو کر دکھلایا، اور فرمایا: ’’وضو کا (مکمل) طریقہ یہی ہے، جس نے اس پر اضافہ کیا (یعنی تین بار سے زیادہ دھویا) تو بلاشبہ اس نے برا کیا، تعدی کی اور ظلم کیا۔‘‘

’’جاء اعرابی الی النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم فسألہ عن الوضوء فأراہ ثلاثاً ثلاثاً ثم قال ھٰذا الوضوء فمن زاد علی ھٰذا فقد أساء و تعدی و ظلم‘‘(ابن ماجہ /۳۴)

حدیث مذکور سے معلوم یہ ہوا کہ وضو میں اعضاء وضو کو تین تین بار دھونا مسنون ہے، اس سے زائد دھونا خلاف سنت اور پانی میں اسراف (فضول خرچی) کی وجہ سے ممنوع ہے، اس سے احتراز ضروری ہے۔ البتہ اگر کبھی شک ہو جائے کہ تین مرتبہ دھویا ہے یا نہیں تو ازالۂ شک اور اطمینان قلب کے لیے تین سے زیادہ بار دھو لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ **’’فإذا لم یعتقد ذالک و قصد الطمانینۃ عند الشک أو قصد الوضوء علی الوضوء بعد الفراغ منہ فلا کراھۃ‘‘**(رد المحتار: ۱/۸۹، مطلب فی الاسراف فی الوضوء)

دورانِ وضو نل کھول کر مستقل پانی بہاتے رہنا:

عام طور سے لوگ نل کھول دیتے ہیں، پانی گرتا رہتا ہے اور ضرورت سے زیادہ پانی بہہ جاتا ہے، جہاں ایک لوٹا پانی میں وضو ہوسکتا ہے وہاں ایک بالٹی سے زیادہ پانی خرچ ہو جاتا ہے، ایسا کرنا شرعاً درست ہے یا نہیں؟

الجوابــــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

شریعت نے ہر چیز کی ایک حد مقرر کردی ہے، جس کے دائرہ میں رہنا ایک بندہ مومن کے لیے نہایت ضروری ہے، پانی کا ضرورت سے زیادہ بہانا اسراف و فضول خرچی اور اللہ کی ایک بڑی نعمت کی ناقدری ہے، جو شرعاً ممنوع ہے، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو وضو میں ضرورت سے زیادہ پانی بہاتے ہوئے دیکھ کر فرمایا: ’’سعد! یہ کیا اسراف ہے؟‘‘ حضرت سعد نے دریافت کیا: ’’(یا رسول اللہ!) کیا وضو میں بھی اسراف کی ممانعت ہے؟‘‘ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ’’ہاں! اگرچہ تم بہ رہی نہر پر (وضو کیوں نہ کر رہے) ہو۔‘‘

’’عن عبد اللّٰہ بن عمر و بن العاص رضی اللّٰہ عنھما أن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم مر بسعد و ھو یتوضأ فقال ما ھٰذا السرف یا سعد؟ قال أ فی الوضوء سرف قال نعم و إن کنت علی نھر جار.‘‘(مسند احمد)

لہٰذا وضو ہو یا غسل، پانی کے لیے اتنا ہی نل کھولا جائے، جتنے کی ضرورت ہے، بلاوجہ نل کھول کر پانی بہاتے رہنا شرعاً صحیح نہیں ہے، اس سے پرہیز لازم و ضروری ہے۔ فقط

غسل کے بعد بلا وضو نماز پڑھنا:

ایک آدمی غسل خانہ میں عموماً ننگا غسل کرتا ہے، ایسی حالت میں کبھی وہ وضو کرتا ہے، اور کبھی وضو نہیں کرتا اور غسل کے بعد بلا وضو نماز پڑھتا ہے، تو یہ نماز شرعاً درست ہوگی یا نہیں؟

الجوابــــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

غسل کرنے کے بعد اس غسل سے نماز شرعاً جائز و درست ہے، دوبارہ وضو کرنے کی ضرورت نہیں ہے، خواہ وہ برہنہ (ننگے) غسل و وضو کیا ہو یا ستر ڈھانک کر، دوران غسل وضو کیا ہو یا نہ کیا ہو۔(فتاویٰ علماء ہند: ۲/۶۷/۷۷)

’’عن عائشۃ رضی اللّٰہ عنھا قالت کان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم لا یتوضأ بعد الغسل من الجنابۃ‘‘(ابن ماجہ/۴۳ باب فی الوضوء بعد الغسل)

وضو کے فوائد و فضائل:

وضو کی کیا فضیلت ہے؟ مختصر طور پر بیان فرمادیں

الجوابــــــــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

وضو کے سلسلہ میں بہت ساری فضیلتیں منقول ہیں، منجملہ یہ ہے کہ وضو سے ظاہری و باطنی نظافت و طہارت حاصل ہوتی ہے، اور جو شخص ظاہری و باطنی نظافت و طہارت کا خیال رکھتا ہے، وہ اللہ کا محبوب و پسندیدہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا: **’’إِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَ یُحِبُّ الْمُتَطَھِّرِیْنَ‘‘**(البقرۃ/۲۲۲) اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں اور پاک صاف رہنے والوں کو پسند کرتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اچھی طرح یعنی سنن و مستحبات کی رعایت کے ساتھ وضو کرے اس کے بدن کے گناہ نکل جاتے ہیں، یہاں تک کہ اس کے ناخنوں کے نیچے سے بھی نکل جاتے ہیں۔ **’’قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من توضأ فأحسن الوضوء خرجت خطایاہ من جسدہ حتی تخرج من تحت اظفارہ.**(صحیح مسلم: ۱/۱۲۵ باب خروج الخطایا مع ماء الوضوء)

سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ قیامت کے دن یہ اعضاء وضو وضو کے اثر سے روشن اور چمکدار ہوں گے اور حضور پاک صلی اللہ علیہ اپنی امت کو اعضاء وضوء کی چمک اور روشن پیشانی کے ذریعہ پہچان لیں گے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار
نقیب
پھلواری شریف پٹنہ

پھلواری شریف

مورخہ ۲۳ر صفر المظفر ۱۴۳۹ھ مطابق ۱۳ر نومبر ۲۰۱۷ء روز سوموار

نظام مساجد

اسلام کا نظامِ مساجد، عملی نظامِ اجتماعی کا مظہر ہے، یہ اجتماعی نظام باجماعت نمازوں میں ائمہ کرام کے ذریعہ ہر دور میں جاری وساری رہا ہے، اور واقعہ یہ ہے کہ علماء، صلحاء، صوفیا، دعاۃ اور مبلغین نے اسلام کی ترویج واشاعت میں جو کردار ادا کیا ہے، اس میں بڑا حصہ ائمہ کرام کا ہے، جنہوں نے مسجد کے منبر ومحراب سے صدائے حق بلند کیا، شرعی امور کی رہنمائی کی، معروف کے کاموں کا درس دیا اور منکرات سے بچنے کی تلقین کی، ان کی اس محنت اور جدوجہد کے نتیجے میں کیا شہر، کیا دیہات، آج ہر جگہ دینی رمق باقی ہے، ائمہ کرام کے ذریعہ مساجد میں مکاتب کا نظام شروع ہوا، جس کی وجہ سے قرآن کریم، کلمہ دعا وغیرہ سے ہمارے بچے واقف ہوتے رہے ہیں، مکتب کی چٹائیوں پر بیٹھ کر ہمارے ائمہ کرام نے بچوں تک اسلامی تعلیم پہونچانے اور دینی تربیت دینے کا کام کیا ہے، اور اس خدمت کے بدلے میں ان کی نگاہ ہر دور میں ''اجر'' پر رہی ہے، ''اجرت'' پر نہیں، اسی وجہ سے آج بھی بیش تر مساجد کے ائمہ کرام کی تنخواہیں دوسری جگہوں پر چپراسی کو دی جانے والی تنخواہ سے کم ہے، ان کے ساتھ معاملہ بھی بہت اچھا نہیں کیا جاتا ہے، لیکن ہمارے ائمہ نے اللہ رب العزت سے آخرت میں جنت کے حصول کا سودا کر رکھا ہے، اس لیے ان امور کی طرف ان کی نگاہ یا تو نہیں جاتی ہے، یا کم جاتی ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ اس گئے گذرے دور میں بھی مساجد کا تقدس قائم ہے اور بہت ساری تنقید کے باوجود ائمہ کرام کی باتیں سنی جاتی ہیں، اور سماج میں جو ان کی عزت اور ان کا احترام ہے وہ کم لوگوں کو نصیب ہے، مسجد کی اس اہمیت کا تقاضہ ہے کہ انہیں مضبوط، منظم اور مستحکم دعوتی مراکز کے طور پر استعمال کیا جائے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں سارے کام مساجد سے ہی ہوا کرتے تھے، یہ تعلیم گاہ بھی تھی اور مشورہ گاہ بھی، عبادت کی جگہ بھی تھی اور فیصلے کا مقام بھی، یہاں سے مظلوموں کی دادرسی بھی کی جاتی تھی اور ظالموں کو ظلم سے روکا بھی جاتا تھا، یہیں سے اصلاح معاشرہ کا کام بھی ہوتا تھا اور اللہ کے پیغام کو دور دراز تک پہونچانے کے منصوبے بھی بنائے جاتے تھے، نکاح کی تقریب بھی ہوتی تھی اور اوراد ووظائف کی مجلسیں بھی سجتی تھیں، آج ضرورت ہے کہ مساجد کے اس کردار کو پھر سے زندہ کیا جائے اور اسے تعلیمی، دعوتی، معاشرہ کی اصلاح اور سماج کی بے راہ روی دور کرنے والے ادارے اور مرکز کے طور پر استعمال کیا جائے، اس کام میں ائمہ مساجد کی دینی حمیت وغیرت اور خالصتاً لوجہ اللہ کام کرنے کے جذبے سے ہمیں بڑی مدد مل سکتی ہے۔

مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی دامت برکاتہم امیر شریعت امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ وجنرل سکریٹری آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی فکرمندی اس کام کے لئے مثالی رہی ہے، انہوں نے زندگی کے ہر مرحلہ میں اصلاح معاشرہ کے کام کو ترجیحی بنیادوں پر کیا ہے اور متعلقین سے کرایا ہے، انہوں نے آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ کی اصلاح معاشرہ کمیٹی کو فعال اور متحرک رکھا ہے، اور اس کام میں ان کے معاونین اور مخلصین نے جو محنت کی اور کرائی ہے اس کے بڑے مثبت اثرات سماج پر پڑے ہیں۔

ضرورت تھی کہ امارت شرعیہ کے پلیٹ فارم سے اس کام کو مضبوط انداز میں کیا جائے، اب تک وفود کے دورے، مدارس اور اصلاح معاشرہ کے جلسوں سے یہ کام لیا جا رہا تھا، لیکن جتنے بڑے پیمانے پر اس کام کو ہونا چاہیے، اس کے لیے یہ ناکافی سمجھا گیا اور طے کیا گیا کہ کم از کم تینوں صوبے بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ کے ائمہ کرام کو اس کام کے لیے منظم اور متحرک کیا جائے، حضرت امیر شریعت دامت برکاتہم نے مولانا حکیم محمد شبلی قاسمی کو جو امارت شرعیہ کے نائب ناظم ہیں، خصوصیت کے ساتھ اس کام کو کرنے کا حکم دیا ہے، مولانا محمد شبلی قاسمی کے پاس اس کام کا اچھا خاصہ تجربہ ہے، ہم امید کرتے ہیں کہ وہ اپنے تجربات کی روشنی میں ائمہ کرام کو منظم کرنے کا کام کریں گے اور اس کے مفید، مثبت اور دوررس اثرات سامنے آئیں گے۔

جب بھی کسی کام کو شروع کیا جاتا ہے تو اس کے تین مراحل ہوتے ہیں، اطلاعات، رابطہ اور تعاون، اطلاعات کی فراہمی کے لیے ایک فارم چھپوایا گیا ہے، جو ائمہ کرام تک پہونچایا جا رہا ہے، فارم کی وصولیابی کے بعد ''رابطہ'' کے کام کو آگے بڑھایا جائے گا اور آپسی ''تعاون'' سے اسے مفید سے مفید تر اور مؤثر بنانے کی کوشش کی جائے گی۔ فللہ المستعان

محمد بن سلمان کے تیور

شاہ سلمان کے سعودی عرب میں اقتدار سنبھالتے ہی تبدیلی کی تیز آندھی چلنے لگی، سب سے پہلے قطر کا بائیکاٹ کیا گیا، اس مہم کو سر کرنے میں کلیدی کردار محمد بن سلمان نے ادا کیا تھا، چنانچہ ولی عہد محمد بن نائف کو اس عہدہ سے ہٹا دیا گیا اور شاہ سلمان نے سعودی روایت کو توڑ کر اپنے بیٹا محمد بن سلمان کو ولی عہد بنا دیا، محمد بن سلمان نے تعلیم تو ملک میں ہی حاصل کی، لیکن سیاسیات کی تعلیم اور تربیت لینے وہ امریکہ گئے، کئی سال وہاں رہ کر سیاست کے رموز ونکات سیکھے، ڈونالڈ ٹرمپ کے دورے سے انہیں تقویت ملی اور انہوں نے سعودی روایات واقدار سے الگ ہٹ کر فیصلے لینے شروع کیے، ان فیصلوں میں احادیث کا از سر نو جائزہ لینا، تعلیمی نصاب سے وہابی تحریک سے متعلق مواد کو خارج کرنا، مشینی عورت صوفیہ کو شہریت دینا، عورتوں کو ڈرائیونگ کرنے کی اجازت، معاشی اسٹرکچر میں تبدیلی اور معیشت کے تیل پر انحصار کو ختم کرنا شامل ہے، ابھی چند روز قبل وہ انسداد بدعنوانی یونٹ کے سربراہ بنا دیے گیے، اور اس عہدہ پر آتے ہی انہوں نے گیارہ شہزادے اور چار وزراء اور دسیوں سابق وزراء کو پکڑ کر جیل میں بند کروا دیا، جن میں شہزادہ ولید بن طلال بھی شامل ہیں، جن کا شمار دنیا کے چند بڑے مالدار لوگوں میں کیا جاتا ہے، اتفاق سے منصور بن مقرن بن عبد العزیز کا ہیلی کوپٹر حادثہ میں انتقال ہو گیا اور ایک دوسرے بااثر شہزادہ عبد العزیز بن فہد کو گرفتاری میں مزاحم ہونے کی وجہ سے فوج نے گولی مار کر ہلاک کر دیا، سعودی عرب میں ان واقعات پر ملا جلا ردعمل سامنے آیا ہے، کوئی اس کارروائی کو سعودی عرب سے بدعنوانی ختم کرنے کا آغاز کہتا ہے اور کوئی محمد بن سلمان کے ذریعہ اپنے مخالفین کو ٹھکانے لگانے کی کوشش، معاملہ جو بھی ہو تشویشناک ہے، اس لیے کہ اگر واقعتاً یہ بدعنوانی کے خلاف مہم ہے تو غور کرنا ہوگا کہ آخر جہاں کا دستور غالب طور پر قرآن واحادیث سے ماخوذ ہے، اور بہت سارے اسلامی قوانین پر جہاں عمل ہوتا رہا ہے، وہاں بدعنوانی کس طرح شاہی خاندان اور مملکت کے وزراء تک پہونچ گئی کہ انہیں جیل کی سلاخوں میں پہونچا دینا پڑا اور اگر یہ اپنے مخالفین کو ٹھکانے لگانے کا بہانہ ہے تو سمجھ لینا چاہیے کہ مملکت کو ان تبدیلیوں کے خلاف سخت ردعمل کا سامنا ہے، اور بظاہر جو سکون نظر آتا ہے وہ کسی بڑے طوفان کا پیش خیمہ ہے، تیونس کی طرف سے اٹھنے والا عرب بہار یہ جیسا طوفان، اللہ رب العزت سے حرمین شریفین کے تحفظ کی دعا کو معمول کا حصہ بنا لینا چاہیے۔ حالات ناگفتہ بہ ہیں اور آثار ایسے ہیں کہ سعودی عرب امریکہ اور اسرائیل کی گود کی طرف تیزی سے بڑھ رہا ہے، ڈونالڈ ٹرمپ کے حالیہ بیان سے بھی اس کی تصدیق ہوتی ہے۔

گن فائرنگ

امریکہ جو دوسروں کے گھر آنگن میں جھانک تاک کر دہشت پھیلانے، اپنی ناپسند حکومت کو گرانے اور زمینی وسائل پر قبضہ کرنے میں ماہر سمجھا جاتا ہے اور اس کی کھرکیوں پر دنیا کی بیش تر حکومتیں رقص کرتی ہیں، ان دنوں اپنے ہی شہریوں کی گن فائرنگ سے دہشت میں مبتلا ہے، تازہ واردات امریکہ کے بیسٹ چرچ میں انجام دی گئی ہے، اتوار کا دن تھا اور چرچ میں دعا میں شریک ہونے والے لوگوں کی بھیڑ تھی، ٹکساس کے ولسن کاؤنٹی میں واقع اس چرچ میں ۲۶ رسالہ جوان پر دیون پیٹرک کیلی نے بندوق کی مسلسل فائرنگ کے ذریعہ چھبیس لوگوں کو مار گرایا، یہ امریکہ میں مذہبی مقامات پر اس سال کا سب سے بڑا حملہ ہے، جبکہ اس سال امریکہ میں ہونے والے گن فائرنگ کا یہ دسواں واقعہ ہے، ان واقعات میں اب تک ایک سو بارہ لوگوں کی جان جا چکی ہے، گذشتہ پینتالیس سالوں میں امریکہ میں گن فائرنگ کے چھیانوے واقعات ہوئے، جن میں سات سو چون لوگوں کو جان گنوانی پڑی، تازہ واقعہ موتوں کے اعتبار سے اب تک کا پانچواں بڑا حادثہ ہے۔

امریکہ میں پہلے بھی ہتھیار رکھنے سے متعلق قوانین کو سخت کرنے کی بات کی جاتی رہی ہے، سابق صدر بارک اوبامہ بندوق کو عام لوگوں کی پہونچ سے باہر کر دینا چاہتے تھے، لیکن گن کلچر سے محبت کرنے والوں کی مخالفت ان کے راستے میں رکاوٹ بن گئی اور وہ اس کام کو اپنے انجام تک نہیں پہونچا سکے، بلکہ اس افواہ کی وجہ سے کہ قانون سخت ہونے والا ہے، لوگوں نے کثرت سے بندوق خرید کر جمع کر لیا اور یہ معاملہ پہلے سے زیادہ خطرناک ہو گیا، ڈونالڈ ٹرمپ مزاجاً گن کلچر کے حامی ہیں، اور امریکہ کی نیشنل رائفل ایسوسی ایشن مضبوط پوزیشن میں ہے اس لیے مستقبل قریب میں نہ تو گن کلچر کو روکا جا سکتا ہے اور نہ گن فائرنگ کو، البتہ اس پر گفتگو کی جا سکتی ہے کہ امریکہ میں اس قسم کے حادثات کثرت سے کیوں ہو رہے ہیں؟ امریکہ کے صدر ڈونالڈ ٹرمپ نے اس کے جواب میں جو کچھ کہا ہے وہ وہاں کے باشندوں کی پریشانیوں کا غماز ہے، انہوں نے کہا اسے ''بندوقی تہذیب'' کا نتیجہ نہیں ''انتہاء پر پہونچ چکے ذہنی تناؤ'' سے جوڑ کر دیکھا جانا چاہیے۔ اگر واقعتاً ایسا ہے تو اس سے وہاں کے لوگوں کی صحیح صورت حال کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے، ایک طرح سے یہ بیان دے کر امریکی صدر نے اس بات کی وکالت کی ہے کہ بندوق آدمی کو نہیں مارتا یہ تو آدمی ہے جو آدمی کو مارتا ہے، اس موقع سے امریکی حکومت کو یہ سمجھ آنی چاہیے کہ امریکہ میں بندوق رکھنے کا حق زیادہ ضروری ہے یا عوام کے جینے کا حق، باشعور لوگوں کا ووٹ اسی طرف جائے گا کہ عوام کے جینے کا حق زیادہ اہم ہے۔

امریکی صدر نے ان حادثات کو ''انتہا پر پہونچ چکے ذہنی تناؤ'' کا نتیجہ قرار دیا ہے، ہمیں ذہنی تناؤ کے اسباب وعلل پر بھی غور کرنا ہوگا، یہ ذہنی تناؤ مختلف پریشانیوں کی وجہ سے ہوتا ہے، آدمی رزق کے حصول میں ناکام ہے، خانگی زندگی ٹھیک نہیں گزر رہی ہے، بچوں کی طرف سے اطمینان نہیں ہے، ملازمت جہاں کر رہا ہے، وہاں غیر ضروری بوجھ اور پابندیوں کا سامنا ہے، یہ اور اس قسم کے واقعات ذہنی تناؤ کے اسباب ہیں، صدر ٹرمپ کے اس بیان کی روشنی میں ہمیں مان لینا چاہیے کہ باہر کی دنیا میں تام جھام دکھا کر لوگوں کو مرعوب کرنے والا یہ ملک اندر سے کھوکھلا ہے اور عوام کو جن مسائل کا سامنا ہے اس سے وہ تناؤ کے شکار ہیں اور انتہا پر پہونچے ہوئے اس ذہنی تناؤ کی وجہ سے مختلف جگہوں پر لوگوں کو مارنے اور فائرنگ کا حادثہ ہوتا ہے، اگر ایسا ہے تو یہ گن کلچر سے زیادہ خطرناک صورت حال ہے، امریکہ کو ایسے حالات پیدا کرنے چاہیے کہ وہاں کے شہری ذہنی تناؤ سے آزاد ہو کر خوش وخرم زندگی گذار سکیں۔

پیراڈائز پیپرس

پناما پیپر لیک واقعہ کے اٹھارہ مہینہ کے بعد پیراڈائز پیپرس کے خلاصہ نے پوری دنیا میں ہلچل مچا دیا ہے، وجہ یہ ہے کہ اس پیپرس کے ذریعہ پوری دنیا کے بڑے لوگ اور کمپنیوں کا نام ٹیکسوں کی چوری کے حوالہ سے منظر عام پر آیا ہے، ہندوستان کی صرف سات سو چودہ ایسی نامور ہستیاں اور کمپنیاں ہیں، جنہوں نے ٹیکس چوری کی غرض سے باہر ملکوں میں سرمایہ لگا رکھا ہے، یا بینکوں میں جمع کیا ہے، ان نامور لوگوں میں مشہور فلمی اداکار امیتابھ بچن، مرکزی وزیر جینت سنہا، ممبر پارلیامنٹ آر کے سنہا اور وجے مالیا قابل ذکر ہیں، (بقیہ صفحہ ۴ر پر)

یادوں کے چراغ

مولانا محمد اسحاق نیپالیؒ

: ایڈیٹر کے کے سے

امیر شریعت اول حضرت مولانا سید شاہ بدرالدین قادریؒ کے مرید خاص، حضرت مولانا عبدالعزیز بسنتیؒ کے تربیت یافتہ، حضرت مولانا محمد طیب صاحبؒ کنہواں کے رفیق درس، جامعہ عربیہ اشرف العلوم کنہواں سیتامڑھی کے سابق ناظم واستاذ حضرت مولانا محمد اسحاقؒ کا انتقال ۱۳۶۸ھ مطابق ۱۹۴۹ء میں ان کے آبائی گاؤں موضع سمتسی ضلع مہوتری ملک نیپال میں ہوا، اس وقت حضرت مولانا عبدالعزیز بسنتیؒ حیات سے تھے، مزار مبارک بستی کے پورب اتر خاص باغ میں واقع ہے، اتفاق سے انتقال کے وقت حضرت بسنتی وہاں موجود نہیں تھے، اطلاع ہوئی تو فاتحہ کے لئے تشریف لے گیے اور بڑی حسرت سے فرمایا کہ اگر صاحب مزار نے پوچھ دیا کہ

پتھر پڑے صنم ترے ایسے دلار پر مرنے کے بعد آئے ہو ملنے مزار پر

تو میرے پاس کوئی جواب نہیں ہوگا۔

آپ کے والد کا نام شیخ فضل عرف سجل گماشتہ تھا، گماشتہ اس زمانہ میں زمینداروں کی طرف سے ایک عہدہ ہوتا تھا، اس کے ذمہ زمینوں کی دیکھ ریکھ اور مال گذاری کی وصولی کا کام ہوتا تھا، بعض علاقوں میں گماشتہ کو جیٹھ رعیت بھی کہتے تھے، اس خدمت کے عوض بھی تو اسے مالگذاری اپنی زمینوں کی نہیں دینی ہوتی تھی اور بھی زمیندار الگ سے شہریہ یا روزینہ مقرر کر دیتا تھا، مولانا کے والد گماشتہ تھے؛ لیکن رعیت اور کسانوں پر ظلم وستم کا مزاج نہیں تھا، وہ ایک مہمان نواز، علم پرور اور پابند شریعت انسان تھے، ان کی خدمت کا دائرہ سمتسی اور اس سے متصل آبادیاں تھیں، جو نیپال میں واقع تھیں، مولانا اسحاق صاحب کی پیدائش سمتسی میں چودہویں صدی کی تیسری دہائی میں ہوئی، صحیح تاریخ پیدائش کا علم نہیں ہوسکا، والد خدا ترس اور لوگوں کے دکھ درد میں کام آنے والے تھے، گھر کا ماحول دیندارانہ تھا، مولانا نے اس ماحول میں تعلیم وتربیت پائی، مکتبی تعلیم کے بعد جامعہ عربیہ اشرف العلوم کنہواں میں داخل ہوئے اور شرح وقایہ تک کی تعلیم یہاں حاصل کی، اس کے بعد مدرسہ حنفیہ آرہ تشریف لے گیے، اور دو سال وہاں رہ کر علوم متداولہ کی تکمیل کی، فراغت پائی اور گھر لوٹ آئے، مدرسہ اشرف العلوم کنہواں کو اس زمانہ میں مالی بحران کا سامنا تھا، چنانچہ والد صاحب کے مشورہ سے فی سبیل اللہ مدرسہ میں پڑھانا شروع کیا، اور ۱۳۵۲ھ سے ۱۳۵۷ھ تک تدریسی فرائض انجام دیے، اور ۱۳۶۳ھ سے ۱۳۶۸ھ تک مدرسہ کے ناظم کی حیثیت سے خدمت کیا، ۱۳۶۸ مطابق ۱۹۴۹ء میں آپ پر فالج کا حملہ ہوا جس سے جسم کے دوسرے اعضاء کے ساتھ زبان بھی متاثر ہوا، اور بالآخر یہی مرض الموت ثابت ہوا۔

علاقہ میں آپ کا شمار اہل اللہ میں ہوتا تھا، عبادت وریاضت، زہد وتقویٰ اور شریعت کی پابندی میں ہم عصروں میں ممتاز اور مشہور تھے، شہرت سے دور گمنامی کی زندگی کو پسند کرتے تھے، ابتداً آپ نے امیر شریعت اول حضرت مولانا سید شاہ بدرالدین قادریؒ سے بیعت کیا، تعلیم وتربیت اور مدارج سلوک میں بہتوں سے آگے نکل گیے، اس زمانہ میں آمد ورفت کی سہولت نہیں تھی اور ان کا خیال تھا کہ مرشد سے فیض کے حصول کے لیے صحبت ومعیت ضروری ہے، یہ مرحلہ پریشان کن تھا، بار بار آنا جانا عملاً ممکن نہیں تھا، چنانچہ آپ حضرت امیر شریعت اول کی اجازت سے ۱۸/شوال المکرم ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۹۳۴ء میں حضرت مولانا عبدالعزیز بسنتیؒ کے ہاتھ پر سلسلہ قادریہ، چشتیہ، صابریہ میں بیعت ہوئے، سلوک کے مراحل پہلے ہی طے ہو چکے تھے اس لیے جلد ہی اجازت وخلافت مل گئی، خود پیر ومرشد ان کو "صاحب نسبت بزرگ" کہا کرتے تھے، ان کی کرامت کے تذکرے زبان زد خاص وعام ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے کہ وہ جانوروں کی بولیاں سمجھتے تھے اور دوسرے یہ کہ وہ پیٹھ پیچھے سے آنے جانے والوں کو ویسا ہی دیکھتے تھے، جیسا کہ سر کے آنکھوں سے دیکھا جاتا ہے، مولانا محفوظ الرحمٰن صابری مظاہریؒ نے لکھا ہے کہ ایک بار ایک مَینا کی آواز سن کر انہوں نے گاؤں میں پندرہ دن بعد ہیضہ آنے کی پیش گوئی کی جو حرف بحرف پوری ہوئی، اسی طرح مزدور اگر کوئی چیز ان کے کھیت کھلیان سے چھپا کر لے جاتے تو اسے ٹوکتے اور فرماتے کہ بھائی آنکھ کی بینائی کمزور ہے، آگے سے نظر نہیں آتا تو کیا ہوا، پیچھے سے تو نظر آ ہی جاتا ہے۔

شادی یکے بعد دیگر دو کیں، پہلی شادی یک ڈنڈی پریہار موجودہ ضلع سیتامڑھی کے شیخ دوست محمد کی صاحب زادی سے ہوئی تھی، جن سے دو صاحب زادہ مولوی محمد مظہر عالم، مولوی محمد مسعود عالم مرحوم اور چار صاحب زادیاں تولد ہوئیں، ان کے انتقال کے بعد دوسری شادی شیخ دوست محمد کی دوسری صاحب زادی سے کیا، اس زوجہ کے بطن سے صرف ایک لڑکی تولد ہوئی، جس کا نام رابعہ خاتون تھا، جو حافظ محبوب عالم کے نکاح میں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے تعلیم وتربیت کے حوالہ سے مولانا سے بڑا کام لیا، مدرسہ اشرف العلوم کے کئی ابناء قدیم کا شمار ان کے شاگردوں میں ہوتا ہے، چونکہ آپ کا انتقال پیر ومرشد اور مربی مولانا عبدالعزیز بسنتی کی حیات میں ہوگیا، اس لیے ان کا فیض بہت عام نہیں ہوا، ان سے کوئی بیعت ہونا چاہتا تو اپنے پیر کی خدمت میں بھیج دیتے، اس کے باوجود بہت سارے لوگ مولانا مرحوم کی تربیت سے راہ راست پر آئے اور شریعت کے مطابق زندگی گذارنے لگے۔ رحمه الله رحمة واسعة

بقیہ مثبت سوچ...... بادشاہ نے کہا کہ اچھا میرا بیٹا، میری بیوی، میرا بھائی سب مر جائے گا اور میں ان کا جنازہ اٹھانے کے لیے زندہ رہوں گا، بادشاہ نے اس نجومی کو قید کر دیا، دوسرے کو بلایا، اس نے مبارک سلامت کہہ کر پہلے تو بادشاہ کے ذہن پر پہلی تعبیر کے اثرات کو دور کیا، پھر کہا کہ حضور اس کی تعبیر یہ ہے کہ پورے خاندان میں اللہ آپ کی عمر سب سے دراز کرے گا، بادشاہ نے خوش ہو کر اسے موتیوں سے تولوا دیا، بات وہی ہے، نتیجہ بھی وہی ہے، لیکن ایک موت کی بات کرتا ہے، جسے کم ہی لوگ پسند کرتے ہیں اور ایک زندگی کی اور درازی عمر کی بات کرتا ہے، جس کی خواہش ہر کس وناکس کو ہوتی ہے، تعبیر کا یہ فرق بھی مثبت منفی سوچ کو ظاہر کرتا ہے۔

کتابوں کی دنیا

تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ہیں

الحاکم والحکومة فی ضوء الکتاب والسنة

: مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور زمانہ کتاب سیرت النبی کی ساتویں جلد مختلف مباحث ومقالات کا مجموعہ ہے، جس کا بڑا حصہ معاملات اور اس کے متعلقات پر مشتمل ہے، علامہ سید سلیمان ندویؒ کو یہ اولیت حاصل ہے کہ انہوں نے سیرت کے موضوع کو اس قدر وسعت دی، جس میں اسلامی احکام واخلاق سے متعلق ساری چیزیں سما گئی ہیں، اردو تو کیا عربی میں بھی اس وسعت کے ساتھ سیرت کے حوالہ سے کام نہیں کیا گیا ہے، سیرت النبی کی یہ ساتویں جلد دوسری جلدوں کی بہ نسبت مختصر ضرور ہے، لیکن جن موضوعات کو اس جلد میں اٹھایا گیا، اور جس طرح دریا کو کوزے میں افراط وتفریط سے پاک ہو کر بھرا گیا ہے یہ سید صاحب کا ہی حصہ ہے۔

ضرورت تھی کہ اس کتاب کے مندرجات کو عربوں تک بھی پہونچایا جائے، کیوں کہ وہاں ان کی حکومت بھی ہے اور حاکمیت بھی، اس سلسلے میں شریعت کی کیا رہنمائی ہے اور آج کے حکمراں کس قدر ان پر عامل ہیں اور ان کا عمل کس قدر کتاب وسنت سے قریب وبعید ہے، اس سے ان کو بڑی رہنمائی ملے گی۔

اللہ تعالیٰ نے یہ کام مولانا عبدالباسط محمد شرف الدین ندوی سے لیا، وہ المعھد العالی للتدریب فی القضاء والافتاء امارت شرعیہ کے سکریٹری ہیں، عربی زبان وادب کے لکھنے پڑھنے اور بولنے کا ذوق اللہ نے انہیں دیا ہے، ان کی کئی کتابیں اردو اور عربی میں طبع ہو کر مقبول ہو چکی ہیں، وہ بیرون ملک علمی سمیناروں میں پوچھے جاتے ہیں اور اس حوالہ سے کئی عرب ملکوں کا سفر ان کا ہو چکا ہے۔

مولانا موصوف نے سیرت النبی کی ساتویں جلد کے مندرجات کو عربی کا جامہ پہنانے کا فیصلہ کیا، ترجمہ کا فن ایک مشکل فن ہے، جب تک دونوں زبانوں پر پختہ گرفت نہ ہو، ترجمہ کا کام نہیں کیا جا سکتا، مولانا نے اس کام کو پوری سلیقہ مندی سے انجام دیا، پوری کتاب ۱۹۲ صفحات پر مشتمل ہے، شروع میں پیش لفظ مصنف کا "کلیماتی" کے عنوان سے ہے، مقدمہ حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی دامت برکاتہم کا ہے، سیرت النبی جلد ہفتم پر حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ نے جو کچھ لکھا ہے وہ بھی اس کتاب میں موجود ہے، ایک دوسرا کام آیات واحادیث کی تخریج کا تھا جو مترجم نے بڑی محنت اور جانفشانی سے کیا ہے۔ ایک اچھا کام انہوں نے یہ بھی کیا ہے کہ علامہ سید سلیمان ندویؒ کی سوانح بھی اس کتاب میں شامل کر دی ہے، اس طرح عربی داں حضرات کتاب کے مصنف، کتاب کی اہمیت اور اس کے مندرجات سے کما حقہ مستفید ہو سکتے ہیں، کتاب خوبصورت دیدہ زیب چھپی ہے، کور کارڈ بورڈ کا ہے، مگر عمدہ ہے، ان خوبیوں کے ساتھ کتاب کا ہدیہ ایک سو تیس روپے زائد نہیں ہے، المعھد العالی پٹنہ اور مکتبہ الندویہ دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ سے قیمتاً کتاب حاصل کی جا سکتی ہے۔

بقیہ پیراڈائز پیپرس .... ہندوستان سے باہر جائیں تو برطانیہ کی ملکہ الزبتھ، امریکی وزیر مالیات، کناڈا کے وزیر اعظم جسٹن ٹردو، پاکستان کے سابق وزیر اعظم شوکت عزیز بھی دنیا کے ان ایک سو بیس سیاست دانوں میں شامل ہیں، جن کے نام پیراڈائز پیپرس میں درج ہیں، اس دستاویز میں ایک سو اسی ملکوں کے ٹیکس چوری کرنے والی فہرست میں ہندوستان کا نمبر انیسواں ہے، پیراڈائز پیپرس میں ستر لاکھ قرض کے کاغذات مالی دستاویزات ای میل ٹرسٹ کے کاغذات اور دیگر معاون کاغذات شامل ہیں، جو گذشتہ پچاس سال کا لیکھا جوکھا پیش کرتے ہیں، پنامہ پیپرس میں شامل ناموں کا خلاصہ انگریزی اخبار انڈین اکسپریس نے آئی سی آئی جے انٹرنیشنل کنسٹوریم آف انوسٹی گیٹو جرنلٹس کے حوالہ سے کیا ہے، یہ گروپ عالمی پیمانے پر ۹۵ میڈیا معاونوں کے ساتھ کام کرتا ہے، جن لوگوں کے نام ظاہر کیے گیے، وہ سب مجرم ہیں، ایسا کہنا صحیح نہیں ہے، ایسا ممکن ہے کہ بعض کی سرکاری اور جمع بندی قانون کے دائرے میں ہو، اس لیے مرکزی انکم ٹیکس بورڈ نے اعلان کیا ہے کہ اس واقعہ کی تحقیق سی بی ڈی ٹی (سینٹر بورڈ آف ڈائرکٹ ٹیکس)، انکم ٹیکس ای ڈی (انفورسمنٹ ڈائرکٹوریٹ)، فائننشل وی جی لینس ایجنسی اور آر بی آئی (ریزرو بینک آف انڈیا) کی مشترکہ ٹیم کرے گی، وزرات مالیات کی جانب سے جاری پریس ریلیز کے مطابق اس میں محکمہ جاتی گروپ کی قیادت سی بی ڈی ٹی کے صدر کریں گے اور پیراڈائز پیپرز میں آنے والے ناموں سے متعلق جانچ کی نگرانی کریں گے، ہر بار ایسا ہی ہوتا ہے، پناما پیپر لیکس میں بھی جانچ کی بات کہی گئی تھی، وہ جانچ کہاں تک پہونچی کن لوگوں پر الزام صحیح پایا گیا اور کن لوگوں کو بدنام کرنے کی کوشش کی گئی ہے، پیراڈائز پیپرس کی جانچ سے پہلے عوام جاننا چاہتی ہے کہ پناما پیپرز لیک جانچ کا کیا نتیجہ ہوا، یہ اس لیے بھی ضروری ہے کہ عوام کے ایک بڑے طبقہ کی رائے ہے کہ بڑے لوگ ٹیکس چوری کر کے ملک سے باہر تک کی تدبیریں کر ڈالتے ہیں اور چھوٹا تاجر سرکار کی مضبوط گرفت میں آسانی سے آجاتا ہے اور اسے سزائیں بھگتنی ہوتی ہیں، اس سوچ کے نتیجے میں افسر شاہی اور لال فیتہ شاہی کے کاموں پر سوالیہ نشان لگتا ہے اور ہندوستانی باشندے دستور کے دائرے میں جو شفافیت چاہتے ہیں، اسے دھکا لگتا ہے۔ مرکزی حکومت کے لیے یہ ایک پریشان کن معاملہ ہے، اس لیے کہ ایک ممبر پارلیامنٹ اور ایک وزیر کے اس معاملہ میں ملوث ہونے کا الزام ہے، آر کے سنہا پر اس انکشاف کا ایسا اثر ہوا کہ وہ ایک ہفتہ کے لیے "مون برت" پر چلے گیے، شاید یہ مدت ان کے جواب سوچنے کے لیے کافی ہو، یا ان کے وکیل انہیں اس مصیبت سے نجات دلانے کی تدبیریں بتا سکیں، البتہ سول ایوی ایشن کے وزیر مملکت جینت سنہا نے امریکی کمپنی ڈی لائٹ ڈیزائن میں اتنی مدت کار اور اس سلسلے میں الیکشن کمیشن اور وزیر اعظم کو بے خبر رکھنے پر وضاحتی بیان دیا ہے، دیکھنا ہے سرکار حسب سابق جانچ کے نام پر لیپا پوتی کر کے رہ جاتی ہے، یا کچھ اقدام بھی کرتی ہے۔

زندہ قوموں کا طرز عمل

شاہ اجمل فاروق ندوی

انسانیت پسند اور جمہوریت نواز ہندوستانی مودی جی کے وزیر اعظم بننے سے پہلے ہی اپنے خدشات کا اظہار کررہے تھے، وہ صحیح ثابت ہوئے، مودی جی کے وزیر اعظم بنتے ہی ملک میں عجیب افراتفری کا ماحول پیدا ہوگیا، دہشت گرد، غنڈے موالیوں کی بھیڑ نے گئو رکشا (گائے کی حفاظت) کے نام کہیں مسلمانوں اور کہیں ہندو پس ماندہ ذاتوں کے افراد کو مارنا پیٹنا اور قتل کرنا شروع کردیا، حکومت حسب توقع خاموش تماشائی بنی رہی، اس خاموشی نے ان انتہا پسندوں کے حوصلے اور بلند کردیئے، اب آئے دن مذہبی بنیاد پر قتل وغارت گری کے واقعات کھلے عام پیش آنے لگے، حکومت کا میڈیا بھی ہونٹ سیئے بیٹھا رہا، نتیجہ یہ ہوا کہ پورا ملک اور بالخصوص مسلمان خوف وہراس کے عالم میں زندگی گذارنے لگے، فی الحال یہی صورت حال باقی ہے۔

ان حالات میں ہر مسلمان بے چین اور خوف زدہ ہیں، بہت بڑی تعداد کمزور ایمان والوں کی بھی ہے، جنہیں اپنا اسلام ایک بوجھ لگنے لگا ہے، وہ سوچ رہے ہیں کہ اگر ہم مسلمان نہ ہوتے تو ان سخت حالات سے دوچار نہ ہوتے، چین سکون سے زندگی گذارتے، آزادانہ گھومتے پھرتے، ان کی سمجھ میں نہیں آرہا ہے کہ وہ کیا کریں؟ کیا نہ کریں؟ آیئے! اس سلسلے میں کچھ باتیں کی جائیں:

ایک فطری اصول: پہلی بات یہ کہ دنیا اونچ نیچ، اتار چڑھاؤ اور عروج وزوال کے اصول پر قائم ہے، پہلے دن سے یہ اصول جاری ہے اور قیامت تک یہی اصول جاری رہے گا، اس اصول کا مطلب ہے کہ اس دنیا میں کوئی چیز، کوئی قوم، کوئی ملک، کوئی معاشرہ، کوئی خاندان اور کوئی انسان ہمیشہ ایک حالت پر باقی نہیں رہتا، کبھی ترقی ہوتی ہے تو کبھی بربادی، کبھی اونچائی تک پہونچتا ہے تو کبھی گراوٹ کا شکار ہوتا ہے، کبھی عروج ہوتا ہے تو کبھی زوال، کبھی حالات موافق ہوتے ہیں اور کبھی مخالف، کبھی خوشی ملتی ہے تو کبھی غم، کبھی مسکراہٹ آتی ہے تو کبھی آنسو، غرض یہ کہ حالت میں اونچ نیچ کا پیدا ہونا دنیا کا ایک فطری اصول ہے، یہ کبھی ٹوٹتا نہیں ہے۔ اچھے حالات میں خوش وخرم رہنا اور برے حالات میں اپنے آپ کو کوسنے لگنا یا برا سمجھنا سخت نادانی کی بات ہوتی ہے، کیا آپ کسی ایسے انسان کو عقل مند کہیں گے جس کے گھر میں خوشی ومسرت ہو تو وہ بہت خوش رہے؛ لیکن کسی وجہ سے گھر میں کوئی غم آجائے تو اپنے ماں باپ اور بزرگوں کو برا بھلا کہنے لگے؟ اچھے حالات میں اپنے ہندوستانی، امریکی، برطانوی، چینی، مصری یا فلسطینی ہونے پر فخر کرتا رہے؛ لیکن کسی وجہ سے ملک کے حالات خراب ہونے لگیں تو اپنے ملک کو جہنم سمجھنے لگے اور اس سے بھاگنے کی فکر میں لگ جائے؟ آج ایک ملک میں حالات اچھے ہیں تو دوسرے کے خرب ہوں گے، کل دوسرے کے حالات اچھے ہیں تو تیسرے کے خراب ہوں گے، آج ہمارے گھر میں خوشی ہے تو دوسرے گھر میں غم ہوگا، کل ہمارے گھر میں کوئی مصیبت ہوگی تو دوسرے گھر میں خوشی ومسرت ہوگی، انسان کتنا بھاگے گا؟ کہاں تک بھاگے گا؟ اور کہاں بھاگے گا؟ کیا دنیا میں کوئی ملک، کوئی شہر یا کوئی گھر ایسا ہے، جس کے بارے میں یہ یقینی طور پر کہا جاسکے کہ اس میں ہمیشہ خوشی رہے گی؟ اس پر کبھی کوئی مصیبت نہیں آئے گی؟ اگر ایسی کوئی جگہ ہے تو ہمیں چاہئے کہ وہیں چلے جائیں اور ہمیشہ ہمیشہ کے لیے خوش وخرم رہیں؛ لیکن اگر ایسا نہیں ہے اور ہرگز ایسا نہیں ہے تو پھر اپنے اوپر آنے والے حالات سے کیسا گھبرانا؟ اور کیوں گھبرانا؟ یاد رکھئے! مصیبت کو مصیبت نہ سمجھنا مصیبت کا خاتمہ ہوتا ہے، ظلم کے خلاف سر اٹھانا ہی ظالم کی شکست ہے۔ لہذا ہمیں ڈرنے اور گھبرانے کے بجائے ان مصیبتوں کو عارضی اور وقتی سمجھتے ہوئے اس کا سامنا کرنا چاہئے اور اپنی جگہ جم جانا چاہئے، اس کے علاوہ ہمارے پاس اپنے کے لیے کوئی دوسرا راستہ نہیں ہے۔

زندہ قوموں کا طرز عمل: یہ ہمارے ذہن کی اپج نہیں، ایک تاریخی حقیقت ہے، جن قوموں نے عزم وحوصلے اور جرأت ومردانگی کا ثبوت دیا، وہ باقی رہیں اور پوری شان کے ساتھ باقی رہیں؛ لیکن جنہوں نے بزدلی اور کم ہمتی دکھائی، حالات سے خوف کھایا، وہ تباہ وبرباد ہوکر رہ گئیں۔

اس سلسلے میں ہمارے سامنے سب سے روشن مثال اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کی زندگی ہے، مکہ مکرمہ میں تیرہ سال تک ان حضرات پر کیا کچھ مظالم نہ ڈھائے گئے، اسلام کے سر اٹھانے کی کوئی امید نہیں تھی، اگر مسلمان ان سخت حالات سے ڈر کر مایوس ہوجاتے تو آج دنیا میں اسلام کی کوئی چیز باقی نہ ہوتی، لیکن ان بزرگوں نے ہمالیہ جیسا عزم وحوصلہ دکھایا، مایوسی کو قریب پھٹکنے نہ دیا، جیسے تیسے اپنا کام کرتے رہے، نتیجہ یہ ہوا کہ دس سال بعد حالات بالکل بدل گئے اور ہر طرف اسلام کا دور دورہ ہوگیا۔ ۲۵؍جنوری ۷۵۰ء سے لے کر ۱۰ فروری ۱۲۵۸ء تک پانچ سو سال دنیا کے بڑے حصے پر حکومت کرنے والی عباسی خلافت کے خاتمے پر مسلمان ایک بااختیار مرکز سے محروم ہوگئے تھے، خلافت کے دار السلطنت بغداد میں مسلمانوں کی بدترین جانی ومالی بربادی کے بعد کوئی امید نہیں تھی کہ دوبارہ مسلمانوں کو کوئی مرکز مل سکے گا، لیکن مسلمانوں نے اپنی زندگی کا ثبوت دیا اور صرف چالیس سال بعد ۲۷؍جولائی ۱۲۹۹ء کو خلافت عثمانیہ کی بنیاد رکھ دی، یہ خلافت بھی دنیا کے بہت بڑے رقبے پر تقریبا سوا چھ سو سال تک حکومت کرتی رہی، یکم نومبر ۱۹۲۲ کو خلافت عثمانیہ کا خاتمہ ہوا اور اس کے مرکز ترکی میں اہل ایمان پر سخت مظالم کئے جانے لگے، مساجد ومدارس، اذانوں اور دینی جلسوں پر پابندی لگ گئی، لیکن اہل ایمان تمام مظالم کو برداشت کرنے کے ساتھ اپنا کام کرتے رہے۔

نتیجہ یہ ہوا کہ خلافت کے خاتمے کے صرف ستر سال بعد ۱۹۹۵ء کے انتخابات میں اسلام پسند رفاہ پارٹی سب سے بڑی پارٹی بن کر ابھری اور ڈاکٹر نجم الدین اربکان (ولادت ۲۹؍اکتوبر ۱۹۲۶ء، وفات ۲۷؍فروری ۲۰۱۱ء) ملک کے وزیر اعظم مقرر ہوئے، آج آپ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ ترکی عالم اسلام کے قائد کی حیثیت سے سامنے آرہا ہے، ۶؍اگست ۱۹۴۵ء کو جاپان کے شہر ہیروشیما پر اور اس کے تین دن بعد ۹؍اگست کو دوسرے شہر ناگاساکی پر امریکہ کے ایٹمی حملے کے بعد جاپان ٹوٹ کر رہ گیا تھا، صرف ان دو حملوں میں اس کے کئی لاکھ لوگ مارے گئے تھے، ان حملوں سے پہلے جاری رہنے والی مسلسل جنگوں میں جو لوگ مارے گئے تھے، وہ اس کے علاوہ ہیں، نتیجہ یہ ہوا کہ جاپان کے بادشاہ نے ۱۵؍اگست ۱۹۴۵ء کو اپنی شکست تسلیم کرلی، جاپانی تاریخ بتاتی ہے کہ پچھلے دو ہزار سال میں جاپان کو پہلی مرتبہ اپنی شکست تسلیم کرنی پڑی تھی۔ شکست تسلیم کرنے کے بعد کئی عالمی طاقتوں نے جاپان کے متعدد علاقوں پر قبضے کئے اور بیسیوں پابندیاں لگا دیں، تاکہ جاپان اپنی موت مرجائے، لیکن جاپانیوں نے اپنی زندگی کا ثبوت دیا، فوجی اور جنگی طور پر وہ اب کچھ بھی نہیں کرسکتے تھے، اس لیے انہوں نے صنعت پر ساری توجہ مرکوز کردی اور پچاس ساٹھ سال کے اندر پوری دنیا سے اس میدان میں اپنا لوہا منوالیا، اب حال یہ ہے کہ امریکہ کو قرض دینے والے ممالک میں جاپان سرفہرست ہے، خود اپنے ملک کی مثال لیجئے: ۱۸۵۷ء کی بغاوت کی ناکامی کے بعد انگریزوں نے ہندوستانیوں کو کہیں کا نہ چھوڑا تھا، خطرناک خون خرابہ اور تباہی مچا کر بغاوت کو کچل دیا تھا اور ملک پر دوبارہ اپنا مکمل قبضہ کرلیا تھا، ہر طرف مایوسی ہی مایوسی تھی، لیکن ہمارے آباء واجداد نے ایک زندہ قوم ہونے کا ثبوت دیا، دوبارہ متحد ہوئے، جہاد آزادی کا انداز تبدیل کیا، تحریک برپا کی اور سو سال کے اندر انگریزوں کو ملک چھوڑنے پر مجبور کر کے ہی دم لیا۔ یہ چند مثالیں ہمیں بتاتی ہیں کہ زندہ اور غیرت مند قومیں مایوس نہیں ہوتیں، پسپائی اختیار نہیں کرتیں، وہ کیسی ہی سخت مصیبت میں مبتلا ہوجائیں، اپنی حکمت اور دانش مندی سے اس مصیبت کو ختم کرنے کا راستہ نکال ہی لیتی ہیں۔

منصوبہ بندی کا خاکہ: اللہ تعالیٰ کے آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے لیے نمونہ اور دنیا کی تمام اقوام کو نظیر بناتے ہوئے ہمارے لیے فرض ہے کہ ہم بھی موجودہ حالات کا سامنا کرنے کا عزم مصمم کریں، اس کے لیے ہمیں مضبوط منصوبہ بندی کرنی ہوگی۔

مدتی منصوبہ بندی: قلیل مدتی منصوبہ بندی کے ساتھ ہمیں طویل مدتی منصوبہ بندی کی بھی ضرورت ہوگی؛ بلکہ اس کی اہمیت زیادہ ہے، قلیل مدتی منصوبے کی حیثیت اولین طبی امداد کی ہے اور طویل مدتی منصوبہ بندی کی حیثیت آپریشن کی، اگر فوری اقدامات ہی پر اکتفا کرلی گئی تو ہم اپنے مستقبل کو محفوظ نہیں کرسکیں گے، مستقبل کو محفوظ کرنے کے لیے طویل مدتی منصوبہ بندی فرض ہے؛ اس لیے یہاں اس کا بھی ایک خاکہ پیش کیا جارہا ہے، واضح رہے کہ یہاں صرف ان کاموں کا خاکہ پیش کیا جارہا ہے، جن کا تعلق ہم سے اور ہمارے گھر سے ہے، ان کاموں کا ذکر نہیں ہوگا جو امت کے قائدین، رہنماؤں اور دینی وملی جماعتوں اور تنظیموں کو کرنے چاہئیں۔

(۱) سب سے پہلے یہ بات سمجھنے کی ہے کہ ہمارے لیے ہمارا دین روح کی حیثیت رکھتا ہے، ہم ہوا پانی کے بغیر تو زندہ رہنے کا تصور کرسکتے ہیں؛ لیکن اسلام کے بغیر زندہ رہنے کا تصور ہمارے لیے ناممکن ہے، باطل طاقتوں کو بھی ہم سے اصل شکایت یہی ہے کہ ہم مذہب اسلام کے پیروکار ہیں، اگر ہم اسلام کو چھوڑنے کا ارادہ ظاہر کریں تو وہ ہمارے تلوے چاٹنے کو بھی تیار ہوجائیں؛ اس لیے ہمیں اس بات کی سب سے زیادہ منصوبہ بندی کرنی ہوگی کہ اپنے اور اپنے خاندان میں اسلام کی جڑیں کس طرح مضبوط کریں، اس کے لیے ہمارے اوپر فرض ہوگا کہ ہم ہر حال میں دینی علم حاصل کریں، جتنا زندگی گذارنے کے لیے ضروری ہے، ساتھ ہی اپنے بیوی، بچوں کو بھی سب سے پہلے اتنا علم دینے کی فکر کریں؛ یعنی صحیح تلفظ اور ادائیگی کے ساتھ ناظرہ قرآن، کم از کم الم ترکیف سے آخر تک سورتوں کا حفظ، اسلامی عقائد کا علم، کفریہ وشرکیہ اعمال کا علم اور نماز، روزہ، پاکیزگی کے عام مسائل کا علم۔ جب گھر کے تمام افراد کو اتنا علم حاصل ہوجائے تو آگے قدم بڑھانا چاہئے، آگے کا میدان بہت وسیع ہے، اس کے لیے ہمیں ایک نظام بنانا ہوگا، اس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ کسی بھی معتبر عالم دین کی تفسیر قرآن، اپنی پسندیدہ زبان میں مجموعہ احادیث، سیرت نبوی، حالات صحابہ اور فقہی مسائل کی کتاب خرید لی جائے، گھر کے سب لوگ جمع ہوں اور ترتیب سے تھوڑی سی تفسیر، دو تین احادیث، کچھ سیرت نبوی، حالات صحابہ اور کچھ فقہی مسائل پڑھیں، یا اس طرح ترتیب بنالیں کہ ایک دن تفسیر وحدیث پڑھیں گے اور ایک سیرت اور فقہی مسائل، جو ترتیب مناسب ہو، وہ اختیار کرلی جائے، اس کے علاوہ گھر میں دعاؤں کو یاد کرنے، قرآنی سورتوں کو حفظ کرنے، یا نمازوں کی پابندی کرنے پر کسی انعام کا اعلان کیا جائے، جس سے سب لوگوں کو دلچسپی پیدا ہو، انعام کچھ بھی ہوسکتا ہے، کھانے پینے کی چیز، نقد روپے، کوئی اور ہدیہ تحفہ یا کسی مناسب جگہ پر سیر وتفریح کے لیے جانا، اسی طرح گھر میں کبھی کبھی ایک ساتھ بیٹھ کر کسی معتبر عالم دین یا اسکالر کی مفید آڈیو ویڈیو تقریر بھی سنی جاسکتی ہے، یا کسی عالم کو بلا کر کسی دینی موضوع پر ان سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے، اس طرح ہمارے گھروں میں دینی ماحول پیدا ہوگا اور پھر خود بہ خود ہماری نسلوں میں دین منتقل ہوگا۔

(۲) اپنے گھروں میں دینی ماحول پیدا کرنے کے بعد ہمیں سب سے زیادہ فکر تعلیم کی کرنی ہوگی، علم کے بغیر نہ کوئی فرد ترقی کرسکتا ہے اور نہ کوئی قوم، علم سے ہماری مراد کوئی خاص علم نہیں ہے؛ بلکہ ہر وہ علم ہے جس کا استعمال انسانیت کے فائدے کے لیے ہوسکتا ہے، اگر ہم اور ہماری بیوی ان پڑھ ہیں تو ہمیں خود بھی کوشش کرنی چاہئے کہ روزانہ یا ہفتے میں کچھ وقت نکال کر کسی سے ٹیوشن پڑھنے کا اہتمام کریں، چاہے ہمیں اب ت ث یا ABCD سے ہی کیوں نہ شروعات کرنی پڑے، اس سلسلے میں کسی شرم کی ضرورت نہیں ہے، نہ ہی یہ سوچنا چاہئے کہ اب اس عمر میں پڑھ کر کیا کریں گے؟ یاد رکھئے! علم کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ اس سے ذہن ودماغ کھلتا ہے اور سوچنے سمجھنے کی طاقت بڑھتی ہے، (بقیہ صفحہ ۶؍پر)

افریقی ممالک میں بھی اسلام دشمن طاقتوں کا زور

ڈاکٹر محمد عبدالرشید جنید

آج عالمی سطح پر دنیا کے کئی ممالک میں مسلمانوں پر ظلم و بربریت کے پہاڑ توڑے جارہے ہیں تو کہیں مسلمانوں کو دہشت گرد بتا کر ان کے ٹھکانوں پر خطرناک فضائی ہتھیاروں سے حملے کئے جارہے ہیں اور کئی مسلمانوں کو دہشت گرد بتا کر انہیں حراست میں لے کر خطرناک طریقہ سے ٹارچر کیا جارہا ہے۔ مغربی و یوروپی ممالک کے حکمرانوں نے گذشتہ دو دہائیوں سے زائد عرصہ سے اسلامی تشخص کو پامال کرنے کیلئے مسلمانوں کو دہشت گرد اور مسلم ممالک کو دہشت گردی کے اڈے بتانے کی کوششیں جاری رکھے ہوئے ہیں؛ لیکن جن ممالک میں مسلمانوں پر ظلم و بربریت ڈھائی جارہی ہے ان ممالک کے مسلمانوں کے ساتھ عالمی طاقتیں ہمدردی کا اظہار کرنے کے بجائے انہیں بھی دہشت گرد، لوٹ مار، ظالم بتانے کی کوششیں کررہے ہیں اور یہ سلسلہ جو کئی برسوں سے جاری ہے مستقبل میں بھی جاری رہنے کے امکانات کو مسترد نہیں کیا جاسکتا۔ گذشتہ دنوں افریقی ملک صومالیہ کے دارالحکومت موغادیشو کے مصروف ترین علاقے کی 'سفاری ہوٹل' میں ہونے والے دھماکے میں کم و بیش 300 افراد ہلاک ہوگئے اور سینکڑوں افراد زخمی بتائے جارہے ہیں۔ ابھی تک کسی نے بھی اس حملہ کی ذمہ داری قبول نہیں کی۔ ذرائع ابلاغ کے مطابق سمجھا جارہا ہے کہ یہ حملہ عسکریت پسند تنظیم القاعدہ سے منسلک الشباب گروپ نے کیا ہو؛ کیوں کہ اس سے قبل الشباب گروپ کی جانب سے صومالیہ میں کئی حملے کئے گئے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر الشباب اسلامی جہادی گروپ ہے تو پھر اس نے ایسا حملہ کیوں کیا، جس میں درجنوں مسلم افراد ہلاک ہوچکے ہیں؟ یہ نام نہاد جہادی گروپ کی کارروائی بھی ہوسکتی ہے، یا پھر کوئی اور دشمنِ اسلام اسے انجام دے کر مسلمانوں کو پھر سے ایک مرتبہ عالمی سطح پر بدنام کرنے کی کوشش کی ہو۔

افریقی ملک میں دشمنانِ اسلام کی ظلم و بربریت: وسطی افریقی جمہوریہ کی ایک مسجد میں اسلام دشمن عیسائی دہشت گردوں نے ایک مسجد میں حملہ کر کے 25 مسلمانوں کو شہید کردیا۔ ذرائع ابلاغ کے مطابق مقامی مسلم تنظیم کے صدر عبدالرحمٰن بورنو نے بتایا کہ جنوبی خطے میں یمبی کے علاقے کی ایک مسجد میں صبح کے وقت حملہ آوروں نے سب سے پہلے مسجد کے امام اور نائب امام کو شہید کیا جس کے بعد دیگر نمازیوں کو شہید کیا گیا۔ وسطی افریقی جمہوریہ ہیرے کی کانوں سے مالا مال ملک ہے؛ لیکن گذشتہ کئی برسوں سے یہاں تشدد اور دہشت گردی کے واقعات میں اضافہ بتایا جارہا ہے جس کی وجہ سے یہاں کی معیشت بُری طرح متاثر ہوئی ہے۔ بتایا جاتا ہے گذشتہ پانچ سال سے یہاں کے مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان جنگ کی کیفیت ہے اور ہر روز تشدد کے واقعات رونما ہوتے رہتے ہیں۔ گذشتہ چار سال کے دوران ہزاروں افراد ہلاک ہوچکے ہیں اور لاکھوں کی تعداد میں گھر بار چھوڑ کر ہمسایہ ممالک کے پناہ گزیں کیمپوں میں مقیم ہیں۔

عالمی ادارے ایمنسٹی انٹرنیشنل کے مطابق وسطی افریقی جمہوریہ میں 2013 سے شروع ہونے والے فرقہ وارانہ فسادات میں پانچ ہزار سے زائد افراد ہلاک ہوچکے ہیں، ان فسادات کے سلسلہ میں بتایا جاتا ہے کہ عیسائی رہنما فینکو ابوزیز کی حکومت کے خاتمہ کے بعد مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان لڑائی کا آغاز ہوا اور یہ سلسلہ آج بھی جاری ہے جس میں مسلمانوں اور عیسائیوں دونوں کا جانی و مالی نقصان ہورہا ہے اور اسی سلسلہ کی ایک کڑی مسجد میں حملہ بتایا جارہا ہے، اب افریقی ممالک میں بھی اسلام دشمن طاقتیں مسلمانوں کو بڑے پیمانے پر نشانہ بنانے لگی ہیں۔

بقیہ زندہ قوموں کا طرز عمل ...... لہذا اہل بچے والے ہونے کے باوجود اگر ہم نے ابتدائی چیزیں پڑھیں تو بھی ان کا فائدہ ضرور ہوگا، ساتھ ہی ہمیں اس بات پر بھی پوری توجہ دینی ہوگی کہ ہمارے بچے بے پڑھے لکھے نہ رہ جائیں۔ عزم مصمم کرنا ہوگا کہ اپنے بچوں کو اعلیٰ تعلیم ضرور دلائیں گے، گھر میں فاقے ہوجائیں، لیکن بچے اعلیٰ تعلیم سے محروم نہیں رہیں گے، اپنے لڑکوں اور لڑکیوں کے لیے گریجویشن کے مرحلے سے کم تعلیم پر کسی حال میں راضی نہیں ہوں گے، بچوں کا ذہن جس میدان میں بھی چلے گا، اسی میدان کی اعلیٰ تعلیم دلائیں گے، اعلیٰ سے اعلیٰ ٹکنیکل کورسز اور اعلیٰ ترین مقابلہ جاتی امتحانات میں بچوں کو کامیاب کرنے کے لیے پوری جدوجہد کریں گے، فیس وغیرہ کے لیے مالی تنگی ہو تو مسلم یا غیر مسلم تنظیموں اور اداروں کی اسکیموں سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے، اس تعلیمی جدوجہد کو وقت کا جہاد سمجھنا چاہیے، ہندوستان اور پوری دنیا میں مسلمانوں کی ترقی اس کے بغیر نہیں ہوگی۔

(۳) ہمیں اس بات کا اہتمام کرنا چاہیے کہ ہم فضولیات سے پوری طرح بچیں اور اپنا مال، اپنی جان اور اپنی صلاحیتیں مفید کاموں میں لگائیں، فضولیات سے ہماری مراد ہے کہ غیر ضروری کام۔ مثال کے طور پر شادی بیاہ کی رسموں میں لاکھوں روپے ضائع کرنا، ادھر اُدھر بیٹھ کر گپ ہانکنے میں وقت صرف کرنا، انٹرنیٹ اور ٹی وی وغیرہ پر بلاوجہ آنکھیں پھوڑنا، کھانے پینے، اوڑھنے پہننے اور رہنے سہنے میں صرف دکھاوے کے لیے بڑی رقمیں اڑانا، مسلکی اختلافات میں پڑ کر بلاوجہ اپنی صلاحیتیں، وقت اور پیسہ ضائع کرنا، یہ سب کام فضولیات میں داخل ہیں، ان سے سخت دوری اختیار کرنی چاہیے، اپنے کام سے کام رکھنا چاہیے، سادہ کھانا پینا، گھر اور کپڑے استعمال کرنے چاہئیں، شادی بیاہ کی رسموں سے کوسوں دور رہنا چاہیے اور جو شخص بھی اللہ، رسول اور آخرت پر ایمان لاتا ہو، اس کے خلاف زبان کھولنے سے گریز کرنا چاہیے، ان فضولیات سے جو وقت، دولت اور صلاحیت بچے، اسے مفید کاموں میں لگانا چاہیے، مثال کے طور پر کسی عالم سے نماز، روزہ اور قرآن کے آداب سیکھ لیے جائیں، ورزش یا کراٹے وغیرہ سیکھنے کا نظام بنالیا جائے، کوئی عالمی زبان (عربی، انگلش، فرنچ وغیرہ) سیکھ لی جائے، کوئی چھوٹا موٹا کام سیکھ لیا جائے اور اس کے ذریعے حلال رزق کا انتظام کرلیا جائے، گھر کے ضروری کام کاج کرلیے جائیں، پڑوسیوں سے ملاقاتیں، یا کسی مریض کی عیادت کرلی جائے، غرض یہ کوئی بھی ایسا کام کرلیا جائے جو ہمارے یا دوسروں کے حق میں مفید ہو، یہ بہ بظاہر چھوٹا سا کام لگتا ہے، لیکن اس میں انسان یا کسی بھی زندہ قوم کی کامیابی و ناکامی کا راز پوشیدہ ہے۔

(۴) ہمیں یہ سمجھنا چاہیے کہ ہم مسلمان ہونے کی وجہ سے دوسری تمام قوموں کے نگراں اور مصلح بنا کر بھیجے گئے ہیں، لہذا ہمیں دو کام کرنے ہوں گے، ایک یہ کہ اپنے آپ کو ہندوستان کا ایک مہذب اور ذمے دار شہری بنا کر پیش کرنا ہوگا، راستوں اور دفتروں میں مثالی اخلاق و کردار پیش کرنا ہوگا، ہر ایک کے کام آنے اور سب سے مسکرا کر ملنے کی عادت ڈالنی ہوگی، ملک کو پیش آنے والے کسی مشترکہ خطرے میں ملک کی حفاظت کے لیے ہر طرح سے آگے رہنا ہوگا، تمام ممکنہ ذرائع استعمال کر کے برادران وطن کو انسانیت کے پیغام پر متحد کرنا ہوگا، اس کے لیے ان کے ہاں آنا جانا، انہیں ہدیے تحفے دینا، ان کے مسائل کو حل کرنا، انہیں چائے یا کھانے پر دعوت دینا اور ان سے ملک کے حالات پر سنجیدہ تبادلۂ خیال کرنا بہت مفید ہوسکتا ہے، دوسرا کام یہ کرنا ہوگا کہ اسلامی عقائد، عبادات اور معاملات کے بارے میں مضبوط معلومات حاصل کرنی ہوگی اور دوسرے مذاہب کی کمزوریوں کو بھی جاننا ہوگا، پھر جب اور جہاں بھی موقع ملے، مہذب انداز میں اسلام کی حقانیت پیش کرنی ہوگی اور غیر مسلموں کو اسلام کے بارے میں سمجھانا ہوگا؛ تاکہ ان کے دل اسلام کے لیے کھلیں اور وہ حسب موقع اسلام کے قریب آئیں، چار کاموں کا یہ مختصر سا خاکہ رنگنے بھرنے کے لحاظ سے بہت وسیع اور پھیلا ہوا ہے، یہ ایک دو دن کا نہیں برسوں کا کام ہے، اس کے نتائج بھی برسوں بعد ظاہر ہوں گے؛ لیکن جب ظاہر ہوں گے تو انقلابی انداز میں ظاہر ہوں گے، اس خاکے پر عمل کر کے ہندوستان میں مسلمانوں کے سروں سے مستقبل کا ممکنہ خطرہ ٹل جائے گا اور ہم ایک ایسا ہندوستان دیکھیں گے، جس میں اسلام اور امن و امان کی ہوائیں چل رہی ہوگی، یہ وہ کام ہیں جو ہم میں سے ہر شخص کرسکتا ہے، ہر گھر میں یہ کام انجام دیئے جاسکتے ہیں، طویل مدتی منصوبے میں کچھ کام ایسے بھی ہیں جو پوری ملت، ملی قائدین اور ملی تنظیموں کے کرنے کے ہیں، ہم نے یہاں انہیں جان بوجھ کر ذکر نہیں کیا؛ تاکہ لفاظی کے بہ جائے کچھ خالص عملی باتیں سامنے آجائیں۔

بقیہ اکیسویں صدی کی عالمی طاقتیں ...... ادھر برطانیہ میں بھی یورپی اقتصادی تعاون سے کنارہ کش ہوتا نظر آرہا ہے۔ اس صورتحال میں جرمنی کی اہمیت بڑھ رہی ہے، البتہ جرمنی اپنی عسکری طاقت میں اضافہ کرنے کی بجائے فوج کا سائز کم کررہا ہے اور یہ عسکری اخراجات کم کرنے کی پالیسی کا حصہ ہے۔

جرمنی 1945ء میں ایک شکست خوردہ اور تباہ حال ملک تھا، پھر امریکہ نے وہاں فوجی اڈے بنالیے، اس طرح جرمنی کے دفاعی اخراجات بچ گئے اور اس نے اپنی تمام تر توجہ اقتصادی ترقی اور تعمیر نو پر لگادی۔ امریکہ کا دیا ہوا مارشل پلان بھی ممد و معاون ثابت ہوا۔ 1960ء میں جب ورلڈ بینک انڈیا اور پاکستان کے درمیان سندھ طاس معاہدے کا بندوبست کررہا تھا تو جرمنی پاکستان کو منگلا اور تربیلا ڈیم بنانے کے لیے درکار فنڈز فراہم کرنے والے ممالک کی صف میں کھڑا تھا، گویا عالمی جنگ کے بعد پندرہ سال میں جرمنی کی اقتصادی حالت بہت بدل چکی تھی، جرمنی اپنے سائنس دانوں، فلاسفرز اور دانشوروں کی وجہ سے مشہور رہا ہے، جب دیوار برلن ختم ہوئی تو جرمنی پھر سے متحد ہوا اور اب یہ بات یقینی ہے کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ جرمنی کی اہمیت میں مزید اضافہ ہوگا، اس وقت بھی جرمنی کی مجموعی قومی پیداوار انڈیا سے زیادہ ہے، جبکہ آبادی صرف تراسی (83) ملین ہے، اس کا مطلب ہے کہ جرمنی کی فی کس اوسط آمدنی انڈیا سے بہت زیادہ ہے۔

انڈیا کی اقتصادی قوت کے بارے میں مختلف اندازے ہیں، انڈیا کی حکومت کا دعویٰ ہے کہ مجموعی قومی پیداوار کے اعتبار سے ہندوستان اب دنیا میں چوتھے نمبر پر ہے؛ یعنی برطانیہ اور جاپان کو کراس کرچکا ہے، انٹرنیٹ پر دی گئی معلومات کے مطابق اقتصادی لحاظ سے انڈیا دنیا میں ساتویں نمبر پر ہے، بہرحال انڈیا کا دنیا کی اہم ترین اقتصادی طاقتوں میں شامل ہونا، اس کے لئے ایک اعزاز کی بات ہے اور انڈیا نے یہ سب کچھ تعلیم اور محنت سے حاصل کیا ہے، انڈیا میں انجینئرنگ، سائنس اینڈ ٹیکنالوجی، میڈیسن اور بزنس کی تعلیم کے کئی ادارے انٹرنیشنل ہیں، جبکہ ہمارے یہاں یونیورسٹیوں میں ہڑتال بھی ہوتی ہے، این ٹی ایس والے پرچے لیک کرنے کے الزم میں پکڑے جاتے ہیں، تعلیمی معیار کے لحاظ سے ہم اپنے دشمن آپ ہیں۔

بات انڈیا کی اقتصادی قوت کی ہورہی تھی، کسی ملک کے اقتصادی قوت کو ناپنے کے دو پیمانے ہیں اور دونوں بیک وقت اپلائی کرنے چاہئیں، ایک پیمانہ جی ڈی پی یعنی مجموعی قومی پیداوار کا ہے جس میں انڈیا بہت آگے نکل گیا ہے اور دوسرا پیمانہ فی کس آمدنی کا ہے جس میں انڈیا بہت پیچھے ہے، فی کس آمدنی کے لحاظ سے انڈیا کا اس وقت دنیا میں 133 واں نمبر ہے، یعنی یہاں غربت اب بھی بہت زیادہ ہے، ترقی کے دونوں پیمانوں کا بیک وقت اپلائی کرنا بے حد ضروری ہے۔ اگر ہم ایک بالکل مختلف مثال لیں تو فی کس آمدنی کے لحاظ سے قطر اس وقت دنیا کا امیر ترین ملک ہے؛ لیکن مجموعی پیداوار میں یہ بہت پیچھے ہے؛ کیونکہ اس کا رقبہ اور آبادی دونوں مختصر ہیں، انڈیا نے بہت اچھی اقتصادی ترقی کی ہے، یہاں جمہوریت کی گاڑی کو بریک نہیں لگی۔ آج امریکہ اور اسرائیل دونوں انڈیا کی دوستی کے خواہش مند ہیں لیکن کشمیر میں آزادی کی تحریک ختم نہیں جاسکی۔ انڈیا کے شمال مشرق میں بھی علیحدگی کی تحریکیں ہیں مگر ان تمام مشکلات کے باوجود 1947ء کے بعد کا انڈیا متحد ہے، ٹوٹا نہیں ہے، انڈیا کے شمال میں چین ہے، جو اس سے بڑی طاقت ہے، باوجود تمام کوشش کے انڈیا پاکستان کو تابع نہیں بنا سکا۔ مجھے یوں لگتا ہے کہ اس صدی کے آخر تک دنیا میں پانچ ممالک سب سے اہم ہوں گے اور وہ ہوں گے امریکہ، چائنا، روس، انڈیا اور جرمنی۔ عام خیال یہ ہے کہ روس اور چائنا کا ایک دھڑا ہو گا، جبکہ امریکہ بھارت اور جرمنی کا دوسرا گروپ۔ مگر یہ اندازہ بھی حتمی نہیں اور اس پر بحث پھر بھی ہوگی۔ ڈونلڈ ٹرمپ کا امریکہ کئی انٹرنیشنل معاہدوں سے روگردانی کررہا ہے، یا ایسا کرنے کا سوچ رہا ہے اور ان معاہدوں میں پیرس میں کیا جانے والا موسمیاتی تبدیلی کا ایگریمنٹ بھی شامل ہے۔ نارتھ امریکن فری ٹریڈ ایگریمنٹ NAFTA کے بارے میں بھی صدر ٹرمپ کے خیالات منفی ہیں۔ امریکہ اپنا فری ورلڈ کے لیڈر والا رول چھوڑتا نظر آرہا ہے۔ ادھر برطانیہ میں بھی یورپی اقتصادی تعاون سے کنارہ کش ہوتا نظر آرہا ہے۔ (جاوید حفیظ)

پارٹی کے لیے اقتدار کی قربانی

راجدیپ سردیسائی (ہندوستان ٹائمز۱۰رنومبر ۲۰۱۷ء)
ترجمہ: محمد عادل فریدی

وہ منظر ہی سب کچھ بیان کر رہا تھا، مرکزی وزیر قانون روی شنکر پرساد پرجوش انداز میں حال ہی میں بی جے پی میں شامل کیے گئے ترنمول کانگریس کے قد آور لیڈر مکل رائے کا پارٹی کے مرکزی دفتر میں پھولوں کے گلدستے کے ساتھ استقبال کر رہے تھے۔ ترنمول کانگریس کے سابق لیڈر، شاردا اور نارد گھوٹالوں کے ملزم کے ساتھ وزیر قانون جیسا آدمی جس نے ۱۹۷۰ء کی دہائی میں جے پی تحریک سے اپنے سیاسی سفر کی شروعات کی تھی، ایسے پیش آ رہا تھا، جیسے کہ مکل رائے کوئی نعمت غیر مترقبہ ہوں۔ یہ تو ایسا ہی تھا گویا کہ برسر اقتدار پارٹی میں آتے ہی مکل رائے کا بپتسما ہوگیا ہو۔ مغربی بنگال کی وزیر اعلیٰ ممتا بنرجی کے مشیر خاص ہونے کی وجہ سے ان کے بی جے پی میں شمولیت کو ممتا بنرجی کے لیے ایک بڑا جھٹکا سمجھا جا رہا ہے۔ لیکن سیاسی بدعنوانیوں کے خلاف سخت رخ رکھنے والی الگ پارٹی ہونے کا بی جے پی کا دعوہ کہاں گیا؟ کیا وزیر اعظم نریندر مودی اونچی آواز میں اس اعلان کے ساتھ اقتدار میں نہیں آئے تھے کہ ”نہ کھاؤں گا نہ کھانے دوں گا۔“

مکل رائے کی ہی بات نہیں ہے، جس نارائن رانے کو بی جے پی کانگریس میں بدعنوانی اور گھوٹالوں کی علامت قرار دیتی تھی، وہ بھی این ڈی اے میں شامل ہونے ہی والے ہیں۔ مکل رائے تو کم از کم ممتا بنرجی کے اندرونی لوگوں میں اہم مقام رکھنے کا دعویٰ کر سکتے ہیں، اس لیے ان کے لیے بی جے پی کا اقدار سے سمجھوتا سمجھ میں آتا ہے، لیکن نارائن رانے کا تو کوکن علاقے سے بھی اثر ختم ہوتا جا رہا ہے، لیکن بی جے پی نے انہیں بھی پارٹی میں شامل کرنے کا فیصلہ کرلیا ہے، اس سے لگتا ہے کہ بی جے پی کے پاس ہر اس آدمی کے لیے ”کھلا دروازہ“ کی پالیسی ہے، جو بی جے پی میں شامل ہونا چاہتا ہے۔ پھر مہاراشٹر کے وزیر اعلیٰ دیوندر فڑناویس کا وہ دعویٰ کہاں گیا، جس میں انہوں نے کہا تھا کہ وہ صوبے کے رشوت خور سیاسی کلچر کو بدلنا چاہتے ہیں۔

الیکشن والے صوبوں گجرات اور ہماچل پردیش کو ہی دیکھ لیجئے، گجرات میں بی جے پی نے سابق وزیر اعلیٰ شنکر سنگھ واگھیلا کے حامیوں کو شامل کیا ہے، جنہیں کبھی بی جے پی کا اعلیٰ کمان کانگریس کے کرپٹ کلچر کا لازمی حصہ قرار دیتا ہے۔ ہماچل پردیش میں کانگریس کے سینئر وزیر اور سکھ رام کے بیٹے انیل شرما کو پارٹی میں شامل کیا ہے، وہی سکھ رام جن کے ٹیلی کام گھوٹالے میں شامل ہونے کی وجہ سے ان کے خلاف ۱۹۹۰ کے بعد کی دہائی میں بی جے پی نے لمبی کرپشن مخالف تحریک چلائی تھی۔ انہیں بی جے پی میں شامل کر کے بی جے پی نے یہ اشارہ کردیا ہے کہ حال کے انتخابی فائدے کے لیے ماضی کو دفن کرنے کے لیے تیار ہے۔ جب ہماچل پردیش میں بی جے پی کی جانب سے وزارت اعلیٰ کے امیدوار پریم کمار دھومل سے سکھ رام کے بیٹے کو پارٹی میں شامل کرنے سے متعلق سوال کیا گیا تھا تو ان کا جواب کافی ذو معنی تھا ”سارے سنتوں کا ماضی ہوتا ہے اور سارے پاپیوں کا مستقبل“

نئی بی جے پی کی اس بے شرم و بے حیا سیاست کا تقابل پرانی بی جے پی کی آئیڈیالوجی سے کی جا سکتی ہے، باجپئی اور اڈوانی کے دور کی بی جے پی اپنی نظریاتی کنارہ کشی پر فخر کر کے اپنی ہندوتو والی آئیڈیالوجی کو اخلاقی رنگ دینے کی کوشش کرتی تھی۔ اخلاقیات کا ڈھونگ بھی بھی نوٹنکی بن جاتا ہے۔ بی جے پی نے ۱۹۹۸ء میں بھی سرکار بنانے کے لیے سکھ رام کی پارٹی سے اتحاد کیا تھا۔ مگر اس وقت کہیں نہ کہیں یہ امید زندہ تھی کہ فوری مفاد کے حصول کے لیے اپنے بنیادی نظریات سے سمجھوتا نہیں کیا جائیگا۔ اڈوانی وہ لیڈر تھے، جنہوں نے جین حوالہ ڈائری میں نام آنے کے بعد پارلیامنٹ کی رکنیت سے استعفیٰ دے دیا تھا، جب کہ اٹل بہاری ایک ووٹ سے پارلیامنٹ میں اعتماد کا ووٹ ہار گئے تھے۔ اس کے برخلاف نریندر مودی اور امیت شاہ کی قیادت والی نئی بی جے پی نے سیاسی اتحاد کے سلسلہ میں زیادہ پروفیشنل رویہ اپنایا ہے، اور بے لگام اقتدار کی بھوک کے تحت اپنا اقتدار بڑھانے کی آرزو میں اقدار اور اخلاق کی ہر سرحد کو پار کرنے کے لیے تیار ہے۔ پھر چاہے وہ شمال مشرق میں سرکار بنانے کے لیے پارٹیوں کو توڑنے کی خواہش ہو یا گوا میں الیکشن ہار جانے کے باوجود دوسری جگہ رہ کر بھی راتوں رات اتحاد کر کے سرکار بنانے کی بات ہو، یا تمل ناڈو ہی کیوں نہ ہو جہاں پارٹی نے سارے متبادل کھلے رکھے ہیں۔ پیغام صاف ہے: ”بی جے پی اقتدار حاصل کرنے کے لیے خوف اور لالچ کی ملاوٹ سے ملکی سیاست می پر قابض ہونے کے لیے اپنی طاقت کا استعمال کرنے سے پیچھے نہیں ہٹے گی۔

اگر اس سے پہلے ہندوستانی سیاست میں کوئی پارٹی اقتدار کی طاقت کے کامیاب استعمال سے تقریباً اجارہ دارہ کی حالت میں پہونچی تھی تو وہ تھی اندرا گاندھی کی قیادت والی کانگریس پارٹی۔ اس وقت حزب اختلاف کی قیادت والی ریاستی سرکاروں کو برخواست کرنا ہو یا اہم ریاستوں میں کٹھ پتلی وزراء اعلیٰ کی تقرری، اندرا کی قیادت والی کانگریس نے تقریبا سارے سیاسی مخالفین کو اقتدار اعلیٰ کے زیر دست لا کر اپنی اجارہ داری قائم کرلی تھی، لگتا ہے کہ مودی اور امیت شاہ کی جوڑی اندرا گاندھی کے اسی کھیل کی پیروی کرنا چاہتی ہے۔ ۲۰۱۴ء کے بعد ٹکڑوں میں بٹے اور مضبوط قیادت سے محروم حزب اختلاف کے رہتے ہوئے یہ کام آسان ہوگیا ہے۔ لیکن اس کام کے لیے بی جے پی کے سامنے اخلاقی اقدار اور سیاسی غیرت مندی کو قربان کرنے کا جوکھم پیدا ہوگیا ہے، کانگریس کے برخلاف بی جے پی کے پاس آر ایس ایس کی مضبوط تنظیمی قوت ہے، جو مطلق العنان اقتدار کی اس ھوس کے دوران کسی اخلاقی سمجھوتے کے نقصان کی تلافی کرسکتی ہے۔ لیکن بی جے پی قیادت کو بھی یہ سمجھنا چاہئے کہ سیاسی اعتماد کوئی فکسڈ ڈپازٹ نہیں ہے، بلکہ ایسی چیز ہے، جس کی مسلسل تجدید کرنی پڑتی ہے۔ خیال رہے کہ یو پی اے۔۲ کے دور اقتدار میں کانگریس کے اندر بڑھتی ہوئی بدعنوانی کے خلاف بی جے پی نے جو سخت رخ اپنایا اسی نے اس کو اقتدار دلانے میں اہم کردار ادا کیا تھا۔ ”بہت ہوا بھرشٹاچار اب کی بار مودی سرکار“ ایسا نعرہ تھا جو بہت طاقت کے ساتھ ۲۰۱۴ء کی انتخابی مہم میں گونجا تھا۔ اقتدار میں آنے کے ساڑھے تین سال کے بعد بھی ان گھوٹالوں اور بدعنوانیوں کی جانچ میں کوئی ترقی نہیں ہوئی ہے۔ وزیر اعظم دعویٰ کرتے ہیں کہ ان کی سرکار پر یو پی اے کے دور حکومت جیسا ایک بھی بدعنوانی کا داغ نہیں لگا ہے۔ لیکن اس کی وجہ یہ بھی تو ہوسکتی ہے کہ جانچ ایجنسیوں کو برسر اقتدار جماعت کے خلاف کارروائی کرنے کی آزادی حاصل نہیں ہے۔ بی جے پی اگر داغدار لیڈروں کے ساتھ سمجھوتا کرنا بند نہیں کرتی تو دیر سویر عوام سوال پوچھے گی، جیسا کہ بی جے پی کے ہی ایک لیڈر ارون شوری نے کہا تھا ”کیا بی جے پی گائے والی کانگریس بن رہی ہے؟“

پوسٹ اسکرپٹ: وزیر اعظم نریندر مودی نے سینئر ڈی ایم کے رہنما ایم کرونا ندھی سے مل کر سیاسی گلیوں میں کھلبلی مچادی ہے، کیا 2G گھوٹالے میں ملوث پارٹی بھی بی جے پی کی حلیف بننے والی ہے۔ آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا؟

نوٹ بندی منظّم لوٹ اور قانونی ڈاکہ

۸رنومبر کی تاریخ ہندوستانی عوام کے لیے ایک برے خواب سے کم نہیں ہے، یہی وہ دن ہے، جب ایک سال پہلے وزیر اعظم نریندر مودی نے ہزار اور پانچ سو کے نوٹوں کو یہ کہہ کر بند کردیا تھا کہ اس سے بدعنوانی کا خاتمہ ہوگا اور دہشت گردوں کی فنڈنگ پر لگام لگے گی، وہ تو نہیں ہوا، نہ بدعنوانی کم ہوئی اور نہ دہشت گردوں کی فنڈنگ میں کمی آئی، ہاں ہندوستان کی ساری معیشت ضرور چرمرا گئی اور ڈیڑھ سو سے زیادہ بے گناہ شہری نوٹ بندی کی بھینٹ چڑھ گئے۔ سرکار نوٹ بندی کی کامیابی کا جشن منا رہی ہے، جب کہ نوٹ بندی کی مار سے زمین پر اوندھی عوام اب تک اپنے قدموں پر ٹھیک سے کھڑی بھی نہ ہو پائی ہے، یہی وجہ ہے کہ معاشیات اور اقتصادیات کے میدان کے ماہرین نے نوٹ بندی کو بالکل ناکام اور ہندوستان کی گرتی ہوئی معیشت کا ذمہ دار قرار دیا اور مختلف سطحوں پر اس کی زبردست مخالفت ہوئی۔

نوٹ بندی کے ایک سال پورا ہونے پر سابق وزیر اعظم اور اقتصادی معاملوں کے ماہر ڈاکٹر من موہن سنگھ نے نوٹ بندی کو منظّم لوٹ اور قانونی ڈاکہ قرار دیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ نوٹ بندی اور جی ایس ٹی کے بارے میں حکومت سے سوال کرنا ہر ہندوستانی کا حق ہے۔ کیا اس کے بارے میں سوال کرنے سے کوئی ٹیلس چوری کرنے والا بن جائیگا۔ جی ڈی پی کی شرح میں گراوٹ کے بارے میں پوچھنے والا کیا ملک کا مخالف ہو جائیگا۔ حکومت کا یہ نظریہ صحیح نہیں ہے کہ وہ اپنی پالیسی اور اقدامات پر سوال کھڑے کرنے والے ہر شخص کو چور کی نظر سے دیکھیں اور ملک کا مخالف قرار دیں۔ یہ نچلی سطح کی بیان بازی جمہوریت کے لیے بے حد نقصاندہ ہے۔ ڈاکٹر من موہن سنگھ نے کہا کہ ایک سو سے زیادہ لوگوں کی جان لے لینے والے نوٹوں کی منسوخی کو بغیر صلاح مشورے کے غیر ذمہ دارانہ فیصلے کے تحت نافذ کرنے کا دن ۸ر نومبر معیشت اور جمہوریت کے لیے کالا دن ہے، اسے تھوپے جانے کے ایک سال پورا ہونے کے موقع پر ملک کے لوگ اپنے آپ کو ٹھگا ہوا محسوس کر رہے ہیں۔ پہلے کی حکومتوں میں بھی کالے دھن پر پابندی لگانے کے اقدامات کے طور پر نوٹوں کی منسوخی کی تجاویز آئی تھیں، لیکن کوئی بھی ذمہ دار حکومت یہ قدم نہیں اٹھا سکتی ہے، کیوں کہ اس کی قیمت اس کے فائدوں سے زیادہ ہوتی ہے۔

مودی حکومت نے ایک ہی جھٹکے میں زبردستی ۸۶ر فیصد نوٹ بند کر دیے، لیکن ان میں سے ۹۹ر فیصد بینکوں میں واپس آ گئے۔ ایک سال بعد آج نقدی کا بہاؤ بھی ایک سال پہلے کے مقابلے میں ۹۰ر فیصد تک آ گیا ہے، امیر لوگوں نے اس کی آڑ میں کالے دھن کو سفید بنا لیا، جب کہ غریبوں کو بہت نقصان اٹھانا پڑا۔ 500 اور 1000 کے نوٹوں کو بند کرنے کے بعد حکومت 2000 کے نئے نوٹ لے آئی، ملک کی غیر سرکاری تنظیموں کے ذریعہ کیے گئے سروے سے صاف پتہ چلتا ہے کہ اس سے کالا دھن ختم نہیں ہوا۔ ادھر جی ایس ٹی کے نفاذ نے نوٹ بندی سے پیدا ہوئی افراتفری اور شبہ کی صورت حال کو پھر سے لوٹا دیا ہے۔ دنیا میں عمومی طور مثبت حالات کے باوجود ہندوستانی معیشت میں قابل ذکر کمی آئی ہے، گذشتہ پچیس برسوں میں اس سال سے سب سے کم نجی سرمایہ کاری ہوئی ہے، مودی حکومت دل اور دماغ دونوں کے ذریعہ حکومت نہیں کر رہی ہے، یہ لوگوں کی پریشانیوں کے تیئں بے پرواہ ہے۔ نوٹوں کی منسوخی اور گرتی ہوئی معیشت کی وجہ سے لاکھوں لوگ بے روزگار ہو گئے، کانگریس کے لمبے دور اقتدار میں ملک ایک اقتصادی عالمی طاقت بنا تھا، یو پی اے حکومت نے اپنے دس سال کے دور حکومت میں تقریباً پندرہ کروڑ لوگوں کو غریبی کی سطح سے اوپر اٹھایا تھا، نوٹوں کی منسوخی اور جی ایس ٹی کی وجہ سے ان میں سے آدھے سے زیادہ لوگوں کے پھر سے غریب بن جانے کا خطرہ پیدا ہوگیا ہے۔

موجودہ وزیر اعظم نریندر مودی پر طنز کرتے ہوئے سابق وزیر اعظم نے کہا کہ ایک ملک اور ایک ٹیلس کو نافذ کرتے وقت انہوں نے ملک کو ایک کرنے والے عظیم گجراتی شخصیت سردار پٹیل سے بھی تحریک نہیں لی، اگر ایسا کیا ہوتا تو نتائج کچھ اور ہوتے۔ واہ واہی اور ڈرامہ ہمت اور پرعزم ہونے کا بدل نہیں ہیں۔ نوٹوں کی منسوخی اور جی ایس ٹی کی وجہ سے ملک کو بڑے پیمانے پر ہوئے اقتصادی نقصان سے چین کو فائدہ پہونچا ہے۔ اور وہاں سے ہونے والے درآمدات ایک سال میں ہی ۴۵ر ہزار کروڑ روپئے سے زیادہ بڑھ گئے ہیں۔

نوٹ بندی کی وجہ سے پچاس فیصد سے زیادہ عوام کا بھروسہ سرکار سے اٹھ گیا ہے۔ اور اقتصادی طور پر جو نقصان ہندوستان کو ہوا ہے، اس کی بھرپائی آسان نہیں ہے۔

اخبارِ جہاں

سید محمد عادل فریدی

فلپائن: آئی ایس کے حملہ میں چھ فوجی ہلاک

جنوبی فلپائن جزائر میں اسلامک اسٹیٹ (آئی ایس) کے حامی شدت پسندوں کے حملہ میں چھ فوجی ہلاک جبکہ چار دیگر زخمی ہو گئے۔ یہ اطلاع فلپائنی فوج کے ترجمان نے دی۔انہوں نے بتایا کہ بدھ کو فلپائنی فوج ماراوی شہر کو پھر سے اپنے کنٹرول میں لینے کے بعد دہشت گردوں کی تاک میں تھی ،اسی اثناء آئی ایس کی جانب سے یہ غارت گری انجام دی گئی۔(یواین آئی)

ہندوستان اور سری لنکا میں مذہبی آزادی کو فروغ دینے کے لئے امریکہ کی پہل

امریکہ نے ہندوستان اور سری لنکا میں مذہبی آزادی کو فروغ دینے کے معاملے میں بہتر خیالات اور منصوبوں پر کام کرنے والی تنظیموں کو پانچ لاکھ ڈالر کی امداد دینے کا اعلان کیا ہے۔ڈیموکریسی، ہیومن رائٹس اور لیبر بیورو کے مطابق اس کا مقصد ہندوستان میں مذہبی حوصلہ افزائی سے ہونے والے تشدد اور امتیازی سلوک کو ختم کرنا اور اس پروگرام کے لئے 493,827 ڈالر کا فنڈ مختص کیا گیا ہے۔سری لنکا میں ہر سطح پر سرکاری ایجنسیوں کے ذریعہ ملک کے قوانین پر مؤثر عمل آوری اور مذہبی آزادی کی حفاظت کے واسطے پالیسیاں تیار کرنے کے لئے یہ پروگرام تیار کیا گیا ہے۔(یواین آئی)

سعودی عرب کی اپنے شہریوں کو فوراً لبنان چھوڑنے کی ہدایت

سعودی حکومت نے لبنان کے وزیر اعظم سعد الحریری کے مستعفی ہونے کے بعد سیاسی بحران اور سیکورٹی کی غیر یقینی صورتحال کے پیش نظر اپنے شہریوں کو فوری طور پر لبنان سے نکل جانے اور کسی اور مقام پر منتقل ہو جانے کی ہدایت جاری کردی ہے،سعودی عرب نے اپنے شہریوں کو کسی اور ملک سے بھی لبنان جانے سے منع کیا ہے۔اس سے قبل بحرین نے بھی اپنے شہریوں کو لبنان چھوڑنے کی ہدایت کی تھی۔واضح رہے کہ سعودی عرب میں موجود لبنان کے وزیر اعظم نے چندروز قبل ایران پر خطے میں براہ راست مداخلت کا الزام عائد کیا اور جان کے خطرے کے پیش نظر اپنے عہدے سے مستعفی ہونے کا اعلان کیا تھا۔(نیوز ایکسپریس پی کے)

سعودی عرب میں کرپشن کے الزام میں گیارہ شہزادے گرفتار

سعودی عرب میں کرپشن اور منی لانڈرنگ کے خلاف حکومت نے بڑا قدم اٹھاتے ہوئے اینٹی کرپشن کمیٹی بنا کر شہزادہ الولید بن طلال سمیت ۱۱ر شہزادے اور ۴ر روزرا سمیت درجنوں سابق وزرا کو گرفتار کرلیا ہے۔عرب میڈیا کے مطابق ولی عہد محمد بن سلمان کی سربراہی میں بننے والی کمیٹی نے یہ کارروائی انجام دی ہے،تاہم حکومتی سطح پر ابھی تک گرفتار کئے گئے تمام افراد کی مکمل تفصیل جاری نہیں کی گئی ہے۔سعودی حکومت کی جانب سے بنائی جانے والی کرپشن اور منی لانڈرنگ کے خلاف کمیٹی کے ممبران میں چیئرمین مانیٹرنگ کمیشن، چیئرمین نیشنل اینٹی کرپشن اتھارٹی، جنرل آڈٹ بیورو کے سربراہ، اٹارنی جنرل اور ریاستی سیکیورٹی کے سربراہ شامل ہیں۔(نیوز ایکسپریس)

سعودی عرب میں ایک کھرب ڈالر کی خرد برد ہوئی ہے: اٹارنی جنرل

سعودی عرب کے اٹارنی جنرل شیخ سعود المجیب نے کہا ہے کہ ملک میں حالیہ عشروں کے دوران ایک کھرب ڈالر کی خرد برد ہوئی ہے۔خیال رہے کہ ہفتے کی رات کو شروع ہونے والی انسدادِ بدعنوانی مہم کے تحت 201 افراد کو پوچھ گچھ کے لیے حراست میں لیا گیا ہے۔(بی بی سی لندن)

عاشق سے ملنے کے لیے اغوا کا ڈراما

فرانس میں ایک خاتون کو اپنے ہی اغوا ہونے کا ڈراما کرنے کے جرم میں عدالت نے چھ ماہ قید کی سزا سنائی ہے،اس خاتون کا یہ سب کرنے کا مقصد اپنے محبوب کے ساتھ وقت گزارنا تھا۔پچیس سالہ سینڈی گائی لارڈ انتہائی دائیں بازو کی جماعت نیشنل فرنٹ کی ایک کارکن ہیں اور عدالتی کارروائی میں بتایا گیا کہ ان کے اغوا کے جعلی واقعے کے باعث ایک ہیلی کاپٹر سمیت پچاس فوجی انھیں ڈھونڈنے کے لیے حرکت میں آ گئے تھے۔ سینڈی گائی لارڈ پہلے ہی اپنے شوہر سے علیحدگی اختیار کر چکی ہیں اور اپنے بوائے فرینڈ کے ساتھ رہتی ہیں تاہم یہ منصوبہ انھوں نے ایک تیسرے شخص کے ساتھ وقت گزارنے کے لیے بنایا۔عدالت نے ان پر پانچ ہزار یورو کا جرمانہ عائد کیا اور انھیں ماہرِ نفسیات سے مدد حاصل کرنے کا حکم دیا۔(بی بی سی لندن)

یمن میں خطرناک ترین قحط کا اندیشہ: اقوام متحدہ

قوام متحدہ اور ۲۰ سے زائد امدادی گروپوں نے کہا ہے کہ سعودی قیادت والا اتحاد یمن کی ناکہ بندی مزید بڑھا رہا ہے، جس کے نتیجے میں لاکھوں لوگوں کو ”بھوک اور ہلاکت“ کا سامنا ہوسکتا ہے۔اقوام متحدہ کے امدادی شعبے کے سربراہ نے ایک روز قبل متنبہ کیا ہے کہ اگر سعودی اتحاد اپنی ناکہ بندی ختم نہیں کرتا تو یمن کو ”دنیا کا سب سے بڑا قحط درپیش ہوگا، جس میں لاکھوں افراد مر سکتے ہیں“۔خیال رہے کہ یمن کی تقریباً دو تہائی آبادی کا انحصار درآمد کی گئی رسد پر ہے۔امدادی اداروں کا کہنا ہے کہ دو کروڑ افراد کو انسانی ہمدردی کی بنیاد پر فوری امداد کی ضرورت ہے، جس میں سے ستر لاکھ کو ”قحط جیسی صورت حال“ کا سامنا ہے۔اگلے چھ ہفتے کے اندر غذائی رسد ختم ہو جائے گی، جب کہ ”ویکسین“ صرف ایک ماہ تک کے لیے باقی ہیں۔اُنھوں نے تمام ہوائی اڈوں اور بندرگاہوں کو فوری طور پر کھولنے پر زور دیا ہے۔(وائس آف امریکہ)

اگلا سبز انقلاب بہار سے: صدر جمہوریہ

صدر جمہوریہ رام ناتھ کووند نے جمعرات کو بہار کے تیسرے زرعی روڈ میپ (2017-2022) کو لانچ کرتے ہوئے کہا کہ ملک کے اگلے سبز انقلاب کی شروعات بہار سے ہوگی۔صدر جمہوریہ بننے کے بعد پہلی بار بہار آئے رام ناتھ کووند نے سمراٹ اشوک کنوینشن سنٹر میں خطاب کرتے ہوئے کہا کہ بہار کی سرزمین بہت ہی زرخیز ہے، یہ زرعی روڈ میپ بہار کی شبیہ کو اور بہتر بنائے گا اور بہار کے ساتھ ساتھ ملک کی ترقی میں بھی معاون ہوگا۔انہوں نے کھیتی کی ترقی کے لیے پانی کے بہتر انتظام پر زور دیا۔اس موقع پر بہار کے وزیر اعلیٰ نتیش کمار نے اپنے خطاب میں کہا کہ زراعت کے میدان میں بہار میں ایک نئے دور کا آغاز ہو رہا ہے، ہمارے کھیت بہت زرخیز اور کسان باصلاحیت ہیں، ہر ہندوستانی کے پلیٹ میں بہار کا ایک ڈش پہونچانا ہمارا مقصد ہے۔انہوں نے کہا کہ اب سرکار کی ترجیحات میں چک بندی اور بایولوجیکل کھیتی شامل ہیں۔انہوں نے بہار کے سابق گورنر کو مبارکباد دیتے ہوئے کہا کہ بہار کے گورنر رہتے ہوئے صدر جمہوریہ بننا ہمارے لیے فخر کی بات ہے اور صدر جمہوریہ بننے کے بعد پہلی بار بہار آنے پر ہم آپ کا تہ دل سے استقبال کرتے ہیں۔(ایجنسی)

رحمانی ۳۰ کے ۱۰۰ر فیصد طلباء قومی اسٹاک ایکسچینج سرٹیفکیشن میں کامیاب

رحمانی ۳۰ کی سرپرست تنظیم رحمانی پروگرام آف ایکسیلنس نے اطلاع دی ہے کہ اس کے سو فیصد طلباء نیشنل اسٹاک ایکسچینج کے سرٹیفکیشن (NSE-NCFM) میں کامیاب ہوئے ہیں۔رحمانی پروگرام آف ایکسیلینس کے نمائندے کے مطابق کامرس کے پروگرام کی یہ کامیابی کامرس پروگرام کی کامیابی کے منصوبے کی پہلی کڑی ہے۔نصاب کی پیچیدگی اور امتحان میں کامیابی کے لئے ضروری جہد کے نقطہ نظر سے، یہ کامیابی تمام طالبات اور مقامی کمیونیٹی اور سماج کے لئے ایک بڑی کامیابی ہے، یہ کامیابی معاشرے میں کامرس اور اکاؤنٹنگ کی مہارت کی معیار میں کمی کو پورا کرنے والا پہلا قدم بھی ہے۔یہ بھی قابل ذکر ہے کہ طالبات نے اس سرٹیفکیشن کو اپنی بارہویں بورڈ کے امتحانات سے پہلے ہی حاصل کرلیا اس سے انکی مسابقتی اہلیت اور ادارے کی وقار میں اضافہ ہوا ہے۔آئی آئی ٹی میں کامیابی کے لئے مشہور رحمانی ۳۰ کے ۵۷ر طلبہ نے ۲۰۱۷ء میں آئی آئی ٹی ایڈوانس کے امتحان میں کامیابی حاصل کی وہیں میڈیکل میں سو فیصد طالبات نے این ای ای ٹی میں کامیابی حاصل کی اور ۲۲/۳۱ طالبات ۹۰ر پرسنٹائل سے اوپر رہیں۔تاریخی طور پر تجارت کے موضوع کو سائنس اور میڈیکل کے مقابلے کم تر سمجھا جاتا ہے اور اس کے بارے میں کافی غلط فہمیاں موجود ہیں۔ایسے ماحول میں کامرس پروگرام کو قائم کرنا رحمانی پروگرام آف ایکسیلینس کی شاخ کے لئے ایک خطروں سے بھرا چیلنج تھا۔معاشرے میں قومی رش اور اکاؤنٹنگ کی تعلیم کی ضرورت کو سانے رکھتے ہوئے رحمانی پروگرام آف ایکسیلینس کے انتظامیہ نے ہی مرکز قائم کرنے کا فیصلہ لیا اور مزید ایکسیلینس حاصل کرنے کے لئے چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ اور این سی ایف ایم (NCFM) کے نصاب اور سرٹیفکیشن کو شامل کیا ہے۔علم طور پر یہ نصاب گریجویشن یا کم بارہوں جماعت کے بعد پڑھایا جاتا ہے۔مارکٹ لبرلائزیشن اور اس کے نتیجے میں نئے قوانین کے عمل درآمد ہونے کی وجہ سے معاشرے میں کامرس کی جانب رو ہے میں تبدیلی شروع ہوگئی ہے اور طلبہ کو اس میدان کے امکانات نظر آنے لگے ہیں۔رحمانی پروگرام آف ایکسیلینس نے اپنے کامرس کے طلبہ کے لئے بہترین نصاب تیار کیا ہے۔بہت پر امید ہیکہ یہ بچے کامرس کے میدان میں نہ صرف اپنے اسٹیٹ بلکہ ملک کی رہنمائی کریں گے۔رحمانی پروگرام آف ایکسیلنس (رحمانی ۳۰) نے نئے سیشن (۲۰۱۸ء۔۲۰۲۰ء) کے لئے اعلامیہ جاری کردیا ہے۔رحمانی ۳۰ کا انٹرنس ٹیسٹ اتوار ۱۹ر نومبر ۲۰۱۷ء کو منعقد ہوگا۔اس امتحان میں مسلم مائنورٹی کے طلباء اور طالبات دونوں حصہ لے سکیں گے۔اس سال یہ انٹرنس ٹیسٹ آئی آئی ٹی (IIT) این ای ای ٹی (NEET) سی اے (CA)، سی ایس (CS) اور سی۔ایل۔اے۔ٹی (CLAT)، این ڈی اے (NDA) ان تمام مقابلہ جاتی امتحانات کی تیاری کے لئے ہوگا۔رحمانی ۳۰ کے جانب سے یہ انٹرنس ٹیسٹ ملک بھر کے تقریباً ۲۱ر صوبوں اور ۱۲۲ر سے زائد اضلاع میں لیا جائیگا۔ امتحان سے متعلق تمام تفاصیل رجسٹریشن فارم، وغیروہ، آن لائن www.rahmanimission.org پر موجود ہے۔حضرت امیر شریعت مولانا محمد ولی صاحب رحمانی دامت برکاتہم نے تمام طلباء، اساتذہ، اسکول کے ذمہ داران اور ٹیسٹ سینٹر کے منتظمین سے اپیل کے ہے کہ وہ رحمانی پروگرام آف ایکسیلنس کی اس انٹرنس ٹیسٹ کو ایکسیلینس کی جانب بڑھتا ہوا ہماری مائنورٹی کا متحدہ قدم جانیں، انہوں نے فرمیا کہ اس تحریک کی اصل کامیابی ہمارے طلباء اور طالبات کی جاگتی ہوئی وہ امید ہے جو سال در سال ان کی بڑھتی ہوئی شرکت سے نظر آتی ہے۔الحمدللہ بچوں کے اندامید جاگنے لگی ہے اور وہ یہ سمجھنے لگے ہیں کہ آئی آئی ٹی، میڈیکل، اولمپیاڈ وغیرہ جیسے سخت ترین امتحانات کو عبور کیا جاسکتا ہے۔انہوں نے تمام طلبہ سے اپیل کی ہے کہ وہ اس مقابلے کو تعلیمی جشن کے طور پر دیکھیں اور تعلیم میں مہارت پیدا کرنے کے لئے اس مہم میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔

عام ضرورت کی 200 چیزوں پر گھٹ سکتا ہے جی ایس ٹی

گوہاٹی میں چل رہی جی ایس ٹی کاؤنسل کی میٹنگ کے بعد عام لوگوں کو کچھ راحت ملنے کی امید ہے، امید کی جارہی ہے کہ شیمپو سے لے کر فرنیچر تک تقریباً دو سو ضروری چیزوں پر جی ایس ٹی ۲۸ فیصد سے گھٹا کر ۱۸ر فیصد تک کیا جاسکتا ہے، بہار کے نائب وزیر اعلیٰ اور جی ایس ٹی کاؤنسل کے ممبر سشیل کمار مودی نے کہا ہے کہ ۲۸ر فیصد ٹیلس کے دائرے میں آنے والی زیادہ تر چیزوں پر ٹیلس گھٹایا جائے گا، ان میں روزمرہ کے استعمال کی بہت سی چیزیں شامل ہیں، اس قدم سے نہ صرف عام لوگوں کو راحت ملے گی، بلکہ کاروباریوں کو بھی آسانی ہوگی۔کیوں کہ جی ایس ٹی کو لے کر کاروباریوں میں بہت بے چینی کا ماحول ہے اور کانگریس جی ایس ٹی کو لے کر لگاتار سرکار کو نشانہ بنا رہی ہے۔(ایجنسی)

eeb\Naqueeb Final Copies From 25 septmeber to 25 December2017\naqueeb 13-11-17.inp 07/04/39 11:46 PAGE 9 (1,1)

طب وصحت

نزلہ اورزکام سے بچاؤ کے طریقے

حکیم نیاز احمد ڈیال

طبی ماہرین کے نزدیک نزلے کا بروقت اور مناسب سد باب نہ کیا جائے تو یہ کئی موذی اور تکلیف دہ عوارض کو بدنِ انسانی پر مسلط کرنے کا ذریعہ بن کر تندرستی اور صحت مندی کو کھا جاتا ہے۔

نزلے کے اثرات: مسلسل نزلہ رہنے سے قبل از وقت بالوں کا سفید ہونا عام دیکھا جاسکتا ہے، قوت بصارت میں کمی کا سبب بن کر زندگی کی رنگینیوں اور رونقوں کو مدھم کردیتا ہے، دماغی صلاحیتوں اور قابلیتوں پر اثر انداز ہوکر کامیابیوں کے حصول کو مشکل تر کردیتا ہے، متواتر گلے میں لیش دار رطوبتوں کے گرتے رہنے سے آواز کی خوبصورتی میں بگاڑ پیدا ہوجاتا ہے، آدمی کسی محفل میں پرسکون ہوکر بات کرنے سے قاصر رہنے لگتا ہے، ہروقت کھنکورے مارنے کی عادت اسے نفسیاتی مریض بنادیتا ہے، اعصابی وعضلاتی ضعف لاحق ہوکر انسان کو وقت سے پہلے بڑھاپے کی دہلیز پر لا کھڑا کرتا ہے۔

نزلے کے اقسام: نزلے کی کئی اقسام ہوتی ہیں: نزلہ بارد یعنی سردی کی زیادتی سے ہونے والا نزلہ، نزلہ حار یعنی مزاج میں گرمی بڑھ جانے کی وجہ سے نزلے کا لاحق ہوجانا، دائمی یا مستقل رہنے والا نزلہ، یہی سب سے زیادہ خطرناک ہے، وبائی نزلہ زکام اکثر وبیشتر موسم بدلتے ہی حملہ آور ہوتا ہے اور اس کی زد سے کوئی خوش نصیب ہی بچ جاتا ہے، وبائی زکام جسے عرف عام میں فلو بھی کہا جاتا ہے، ایک وائرل مرض ہے، جو چھوت کی شکل میں ایک فرد سے دوسرے کو منتقل ہوتا ہے، وبائی زکام یا نزلے کو ہم میعادی بھی کہہ سکتے ہیں اور یہ عام طور پر ۱۰ سے ۱۵/ایام میں خود بخود ہی ٹھیک ہوجاتا ہے، زیر نظر تحریر میں ہم وبائی زکام اور نزلۂ حار سے بچنے کی تراکیب، گھریلو علاج اور غذائی تدابیر کا ذکر کررہے ہیں۔

علامات: جب زکام حملہ آور ہوتا ہے تو جسم میں ہلکے ہلکے درد کا احساس ہونے لگتا ہے، آنکھوں میں سرخی ظاہر ہونے لگتی ہے، سر میں بھاری پن اور درد محسوس ہوتا ہے، جسم میں سستی اور کمزوری کا غلبہ بڑھنے سے کسی کام میں جی نہیں لگتا، بخار بھی ہوجاتا ہے، بھوک نہ ہونے کے برابر رہ جاتی ہے، پانی کی بار بار طلب تو ہوتی ہے، مگر پینے کو جی نہیں چاہتا، ناک اور آنکھوں سے پتلی اور خراش دار رطوبت بہتی رہتی ہے، بار بار پونچھنے کی وجہ سے ناک سرخ ہوجاتی ہے، چہرے کی رنگت میں بھی سرخی در آتی ہے۔

وجوہات: جب جسم موسمی تبدیلی کو قبول نہ کرسکے تو ردعمل کے طور پر بعض اوقات زکام کی علامات ظاہر ہونا شروع ہوجاتی ہے، متواتر تیز دھوپ اور گرمی میں کام کرنے سے بھی انسان نزلہ وزکام کی لپیٹ میں آجاتا ہے، گرم وخشک اور مرغن، تلی اور بھنی غذاؤں کا زیادہ استعمال بھی اس بیماری کو دعوت دیتا ہے، علاوہ ازیں بڑا گوشت، بینگن، دال مسور، چاول، بریانی، پلاؤ، چاکلیٹ، آملیٹ، بیکری کی مصنوعات، بازاری مشروبات اور تیز مسالے والی غذاؤں کا خوراک میں شامل کرنا بھی گرمی کے نزلے اور وبائی زکام کا باعث بنتا ہے، سگریٹ نوشی بھی نزلہ وزکام کے حملے کی راہ ہموار کرتی ہے، گرمیوں میں گرم کھانے کے ساتھ ٹھنڈا پانی پینا، ٹھنڈا پانی پی کر گرم چائے یا کافی وغیرہ کا استعمال کرنا، دھوپ سے آتے ہی ٹھنڈے پانی سے نہانا، زیادہ دیر تک ننگے سر دھوپ میں پھرنے سے بھی نزلہ زکام کا مرض لاحق ہوجاتا ہے۔

عمومی احتیاط: احتیاط بہتر علاج ہے؛ کے عالمگیر کلیے پر عمل کرتے ہوئے ہم خاطر خواہ حد تک نزلہ وزکام سمیت کئی دیگر موسمی اور وبائی بیماریوں سے محفوظ رہ سکتے ہیں، موسم کی تبدیلی کے مخصوص وقت سے چند روز قبل ہی اس کی مناسبت سے اپنی غذا، لباس اور رہن وسہن میں تبدیلی کرلینی چاہئے، شہد، قادر مطلق کی ایک نعمت بے بہا ہے، اس میں حکیم کامل نے کمال قوت شفا رکھی ہے، شہد کا باقاعدہ استعمال بیماریوں کے خلاف بدن انسانی کی قوت مدافعت کو مغلوب کرتا ہے، موسم کی مناسبت سے اس کا استعمال کیا جائے تو یہ ہمیں کئی خطرناک امراض کے حملوں سے بچائے رکھتا ہے، موسم گرما میں شہد کے دو چمچے سادہ پانی میں ملاکر کے اور موسم سرما میں نیم گرم پانی میں ملاکر نہار منہ پینا بے شمار فوائد کا حامل ہوتا ہے، تیز دھوپ میں ننگے سر گھومنے پھرنے سے پرہیز کریں، باہر جاتے ہوئے سر اور گردن کو ڈھانپ کر رکھیں، گرمیوں میں باہر سے آتے ہی نہانے اور ٹھنڈا پانی پینے سے اجتناب کریں۔

گھریلو تراکیب: نزلے کے اچانک حملہ آور ہوجانے کی صورت میں درج ذیل جوشاندہ بناکر ۲ اور ۳ خوراکیں پینے سے ہی اس کی تکلیف دور ہوجاتی ہے، گل بنفشہ ۱۰ گرام، گاؤزبان ۵ گرام، لہسوڑیاں ۳ گرام، تینوں اجزاء کو ۲ کپ پانی میں پکا کر حسب ضرورت چینی ملاکر ۴ گھنٹے کے وقفے سے ایک ایک کپ پی لیں۔ گل بنفشہ ۱۰ گرام، گل سرخ ۱۰ گرام، برگ گاؤزبان ۱۰ گرام، اسطوخودوس ۱۰ گرام، چھلکا ہرڑ زرد ۱۰ گرام سب اجزاء کو باریک پیس کر ہم وزن مصری ملاکر رکھیں، ۳ گرام خوراک دن میں ۳ بار سادہ پانی سے استعمال کریں، اس سفوف کو حفظ ماتقدم کے طور پر بھی استعمال کیا جائے تو کافی حد تک نزلے اور زکام کے حملے سے بچت ہوجاتی ہے، علاوہ ازیں درج ذیل شربت کا متواتر کئی روز تک استعمال آپ کو دائمی نزلے سے بھی نجات دلادے گا، املتاس ۱۵ گرام، ملٹھی ۱۰ گرام، گاؤزبان ۱۰ گرام، سپستان ۱۰ گرام، عناب ۱۰ عدد، تمام اشیاء کو ۲ کیلو پانی میں پکائیں، جب عرق 2/1 کیلو رہ جائے تو ارکیلو چینی میں قوام بنا کر ٹھنڈا ہونے پر صاف اور خشک بوتل میں محفوظ کرلیں، صبح، دوپہر اور شام میں قبل طعام ۲/چمچے کھانے والے پیتے رہیں۔

ادویاتی علاج: نزلہ وزکام سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لیے روایتی دواساز اداروں نے بے شمار ادویات تیار رکھی ہیں، ان میں چند بہ آسانی دستیاب ہونے والی تحریر کی جاتی ہیں، اگر نزلہ گرمی کی زیادتی سے ہو تو درج ذیل طبی مرکبات کے استعمال سے بہتر نتائج حاصل ہوتے ہیں، خمیرہ خشخاش، خمیرہ بنفشہ، خمیرہ ابریشم، گاؤزبان سادہ، لعوق سپستاں، لعوق خیارشنبر، نزلی، اطریفل اسطوخودوس، اطریفل زمانی، اطریفل کشنیزی وغیرہ، علاوہ ازیں جوشاندے اور شربت وغیرہ بھی بازار میں وافر مقدار میں پائے جاتے ہیں، جنہیں استعمال کرکے اس مرض سے جان چھڑائی جاسکتی ہے، گندم کے آٹے سے نکالے گئے پھوک کو پانی میں ابال کر اس کی بھاپ لینا بھی نزلہ وزکام سے نجات دلاتا ہے، بلغمی مزاج والے افراد لونگ یا دارچینی کو بطور قہوہ استعمال کریں تو بھی انہیں افاقہ ہوگا۔

غذائی پرہیز: گرم، محرک، مرغن اور تلی ہوئی اشیاء سے پرہیز برتیں، بڑا گوشت، بینگن، دال مسور، ضرورت سے زائد چائے، کافی، قہوہ وغیرہ سے بھی اجتناب کریں، کولا مشروبات، بیکری مصنوعات، چاول، چکنائیاں، چاکلیٹ، مٹھائیاں اور تیز مسالوں والی غذاؤں سے مکمل پرہیز کیا جائے، ہاں البتہ دیسی چوزے کا یخنی نما شوربہ اور بغیر چربی والے بکرے کے گوشت کی تری زکام اور نزلے سے جلد جان چھڑانے میں خاطر خواہ حد تک ممد ومعاون ثابت ہوتے ہیں، دوران بیماری ہلکی پھلکی غذائیں کھائیں، کھچڑی، جو کا یا گندم کا دلیا استعمال کریں تو بہت ہی مناسب ہوگا، اس کے علاوہ پھلوں کے رس یا پھلوں کا استعمال بھی مفید ہوتا ہے، اگر گھریلو تراکیب آزمانے کے باوجود علامات برقرار ہیں تو کسی ماہر معالج سے رجوع کریں۔

هفته رفته   هفته رفته   هفته رفته   هفته رفته   هفته رفته

راشد العزیری ندوی

فوقانیہ امتحان 2017 کے نتائج کا اجراء

بہار اسٹیٹ مدرسہ ایجوکیشن بورڈ پٹنہ کے فوقانیہ امتحان 2017 کے نتائج کا اجراء 31.10.2017 کو ہوا۔ امتحان میں شرکت کرنے والے طلبہ وطالبات کی مجموعی تعداد 80832 ہے جس مین فرسٹ ڈویزن سے کامیاب ہونے والے طلبا وطالبات کی تعداد چار، سکنڈ ڈویزن سے کامیاب ہونے والے کی تعداد 32720 اور تھرڈ ڈویزن سے کامیاب ہونے والے کی مجموعی تعداد 16665 ہے اور ناکام امیدوار کی تعداد 31107 ہے۔ امتحان میں اول مقام حاصل کرنے والے ضلع سیوان کے فداء المصطفیٰ، دوم مقام حاصل کرنے والے ضلع پورنیہ کے محمد شہزاد اور سوم مقام حاصل کرنے والی ضلع نالندہ کی کنیز فاطمہ ہیں۔ بہار اسٹیٹ مدرسہ ایجوکیشن بورڈ، پٹنہ کے ویب سائٹ www.bsmeb.org پر فوقانیہ امتحان کا دیکھا جاسکتا ہے۔ (روزنامہ سہارا یکم نومبر ۲۰۱۷ء)

دہلی سے غائب ہورہے ہیں قبرستان

مائنارٹی کمیشن نے ایک سنسنی خیز انکشاف کیا ہے اس رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ دلی میں ۴۹۳ قبرستان غائب ہو گئے ہیں جس پر سرکاری، غیر سرکاری اور عوام نے قبضہ جمالیا ہے، جو قبرستان کی زمین ہے، اس میں ۲۴ فیصد قبضہ سرکاری، ۵۶ فیصد قبضہ مسلم عوام اور مسلم تنظیموں کا ہے رپورٹ اب دہلی میں صورت حال یہ آگئی ہے کہ یہاں کے قبرستانوں میں دفن کے لئے صرف دوسال کے لئے جگہ بچی ہے اب سوال یہ اٹھتا ہے کہ دوسال کے بعد دفن کہاں کیا جائے گا۔ یونائیٹیڈ مسلم فرنٹ کے قومی صدر شاہد علی ایڈوکیٹ نے کہا ہے، کانگریس نے گذشتہ ۷۰ سالوں میں دہلی کے ۳۰۰ قبرستانوں پر ناجائز طور پر قبضہ کرلیا جبکہ قانون کے حساب سے قبضہ نہیں کرسکتے تھے لیکن انہوں نے قانون کو بالائے طاق رکھتے ہوئے قبرستانوں پر قبضہ کرلیا، اور عام آدمی پارٹی سرکار گذشتہ ڈھائی سالوں مین ایک بھی وقف جائداد کو آزاد نہیں کروائی ہے جبکہ ۹۹۰ وقف جائداد خالی کروانے کا حکم اگزیکیوزن کا انتظار جولائی ۲۰۱۵ء سے کررہے ہیں، لیکن دہلی سرکار نے اب تک کوئی قدم نہیں اٹھایا ہے اور بی جے پی سی آر پی ایف کے ذریعہ لگاتار وقف جائداد پر قبضہ کرتی جارہی ہے، انہوں نے کہا کہ ہمیں وقف جائداد کو سرکار کے چنگل سے آزاد کرانا ہوگا تبھی ہمیں اصلی آزادی حاصل ہوگی، اس لئے ضروری ہے کہ ہم وقف جائداد کو سرکار کے چنگل سے آزاد کرائیں۔ (اخبار مشرق دلی ۲۹/اکتوبر ۲۰۱۷ء)

وقف بورڈ کو مسجد ہٹانے کا حکم

الہ آباد ہائی کورٹ نے وقف بورڈ کو عدالت کے احاطہ میں واقع مسجد کو تین ماہ کے اندر ہٹانے کا حکم دیا ہے، ہائی کورٹ کے احاطے میں بنی مسجد کو تجاوزات قرار دیتے ہوئے عدالت نے وقف بورڈ کو تین ماہ کے اندر تعمیر ہٹا کر قبضہ واپس کرنے کا حکم دیا۔ عدالت نے اپنے حکم میں کہا ہے کہ بورڈ نے تین ماہ کے اندر تعمیرات کو ہٹا کر اس زمین کو ہائی کورٹ کے حوالے کرے یعنی اس زمین پر ہائی کورٹ کا قبضہ دلائے۔ اگر بورڈ قبضہ نہیں ہٹاتا ہے تو اس کے بعد ہائی کورٹ کے ڈائرکٹر جنرل پولیس فورس کے ذریعہ زمین پر قبضہ لینے کی کارروائی کریں۔ چیف جسٹس ڈی بی بھونسلے اور جسٹس ایم کے گپتا کی بینچ نے ایڈوکیٹ ابھیشیک شکل کے ذریعہ داخل کی گئی عرضی پر یہ فیصلہ سنایا۔ عدالت نے مسجد کی انتظامیہ کمیٹی کو دوسری جگہ زمین لینے کے لئے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو عرضی دینے اور اس کی تعمیر آٹھ ہفتوں میں مکمل کرنے کا حکم دیا ہے۔ عدالت نے کہا کہ مستقبل میں ہائی کورٹ کی زمین پر عبادت یا نماز پڑھنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ (تاثیر ۹/نومبر ۲۰۱۷ء)

سپریم کورٹ کا انوکھا فیصلہ

سپریم کورٹ نے ایک مقدمہ میں 37 سال بعد انوکھا فیصلہ سنایا ہے۔ 37 سال پرانے ایک قاتلانہ حملے کے معاملے میں واحد زندہ بچے ملزم کو 40 دنوں کی سزا سنائی ہے۔ عدالت نے کہا ہے کہ قصوروار ٹرائل کے دوران ہی اتنے دن پہلے جیل میں سزا کاٹ چکا ہے، لہذا اسے اب جیل نہیں جانا ہوگا، یہ معاملہ اتر پردیش کے اعظم گڑھ ضلع کا ہے۔ (روزنامہ سہارا ۹/نومبر ۲۰۱۷ء)

eeb\Naqueeb Final Copies From 25 septmeber to 25 December2017\naqueeb 13-11-17.inp 07/04/39 11:46 PAGE 10 (1,1)

مولانا مفتی محمد سہراب ندوی

جامعہ رحمانی کے سالانہ اجلاس میں فرزندان توحید کا ہجوم

علماء کرام نے حاضرین سے اپنے اعمال و کردار میں تبدیلی لانے کی اپیل کی

جامعہ رحمانی مونگیر کا عظیم الشان اجلاس بحسن وخوبی اختتام پذیر ہوگیا، اس موقعہ پر جید علماء کرام کے خطابات و بیانات ہوئے، کتاب کا اجراء ہوا، اور لین دین ومطالبہ سے پاک آٹھ نکاح ہوئے، جو سادگی کا نمونہ اور سنت کا مظہر تھے، اس موقعہ پر اجلاس کے صدر امیر شریعت، مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی صاحب رحمانی نے مختلف ریاستوں سے جامعہ رحمانی کے اجلاس وخانقاہ رحمانی کے سالانہ فاتحہ ودعاء میں شرکت کے لیے ہزاروں کی تعداد میں آئے عقید تمندوں اور فرزندان اسلام سے خطاب فرماتے ہوئے کہا کہ آپ کا یہاں آنا مبارک ہے، مگر یہ آمد تب مقبول اور پسندیدہ ہے، جب آپ کا یہاں آنا محض آنا اور چلا جانا نہ ہو، بلکہ آپ علماء کی انقلابی باتوں کو سن کر اپنے اندر تبدیلی لائیں، اور آپ کی زندگی میں یہ نمایاں تبدیلی انقلابی موڑ ثابت ہوجائے، انہوں نے کہا کہ ہجوم کی کثرت کی وجہ سے آپ کو بیشک تکلیف ہورہی ہے، مگر اس تکلیف کو برداشت کرنا آپ کے لیے مفید بھی بن سکتا ہے، جب آپ اپنے اندر تبدیلی لاکر اللہ کی رحمت وبرکت لوٹنے کا حسین موقعہ اپنے ہاتھ کرلیں، یاد رکھئے، جب بندہ نیک عمل کرتا ہے، نیک لوگوں کی صحبت میں رہتا ہے، اور یہ مسلسل کرتا رہتا ہے، تو عمل کا یہ تسلسل اس میں دھیرے دھیرے بڑی تبدیلی پیدا کرتا ہے، جس طرح گھڑا پکی زمین پر رہتے رہتے ایک عرصہ بعد اس پر ایک بڑا گہرا داغ ظاہر کرتا ہے، اور ایک بڑی مدت کے بعد اس میں اس کا اثر اس طور پر ہوتا ہے کہ اس پکی زمین میں مٹی کے گھڑے کی وجہ سے سوراخ بن جایا کرتا ہے، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قول سے ہمیں اس نسخہ کو بتایا اور سمجھایا ہے، حدیث کی معتبر کتاب نسائی شریف میں ہے کہ جب بندہ اللہ سے عبادت کے ذریعہ قربت حاصل کرتا ہے، اور برابر کرتا رہتا ہے، تو ایک وقت ایسا آتا ہے، کہ بندہ دیکھتا اپنی آنکھ سے ہے، مگر اللہ کی مدد اس کے پیچھے ہوتی ہے اور وہ وہ بھی دیکھتا ہے جو انسان کی طاقت سے باہر ہے، اسی طرح بولتا اپنی زبان سے ہے، مگر اللہ کی طاقت اس میں مل جایا کرتی ہے، تو اس کی آواز بہت دور تک پہونچ جایا کرتی ہے، جہاں تک پہونچانا انسان کے بس سے باہر ہے، اسی طرح اس کے ہاتھ اور اس کے قدم کا حال ہوتا ہے، تاریخ میں ایسی مثال موجود ہے، حضرت عمرؓ نے سیکڑوں کیلومیٹر دور اسلامی لشکر کی پریشانی کو دیکھ لیا، اور مسجد نبوی کے منبر سے ہدایت جاری کی اور ان کی یہ ہدایت سیکڑوں کیلومیٹر دور اسلامی لشکر کے سپہ سالار اور دوسرے لوگوں نے سنی، آپ بھی جب نیک عمل کے ذریعہ اللہ سے قربت حاصل کریں گے، اور مسلسل کرتے رہیں گے تو آپ کی بھی مدد جائے گی، آپ کے ساتھ بھی خدائی طاقت مل جائے گی، پھر دنیا کی کوئی طاقت آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی، اس لیے آپ یہاں سے بڑی تبدیلی کا پختہ عزم وارادہ لے کر جایئے۔

اس سے پہلے جناب مولانا عمرین محفوظ رحمانی سکریٹری آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ نے کہا کہ یہ علماء اور بزرگوں کی جرأت وصلاحیت ہی رہی ہے کہ وقت کے بڑے ظالموں اور باطل طاقتوں کی سرکوبی ہوئی ہے، خانقاہ رحمانی کے بزرگوں نے بھی اس سلسلہ میں تاریخ رقم کی ہے، اس لیے خانقاہ رحمانی جو مرکز رشد وہدایت ہے، اور جامعہ رحمانی جو مرکز علم ودین ہے، اس کی حفاظت اور اس کی ترقی کے لیے کوشش کرنا اپنا فریضہ سمجھئے۔ امارت شرعیہ کے ناظم جناب مولانا انیس الرحمان صاحب قاسمی نے کہا کہ میں نے ہندوستان کی بہت سی خانقاہوں کو دیکھا ہے، عقیدہ کی صحت اور پختگی کے ساتھ دین کی خدمت کا جو سلسلہ یہاں سے جاری ہے، وہ کسی اور خانقاہ سے نہیں، اس خانقاہ کی خدمات کا ایک لانبا سلسلہ ہے، قوم وملت کی تعمیر میں اس کا اہم کردار ہے، یہاں سے بہت سی کامیاب تحریکیں چلی ہیں، انہوں نے کہا کہ نوجوان دینی تحریکات سے جڑیں، اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں، کیونکہ ان کی عمر عمر نبوت ہوتی ہے، انبیاء نے انہیں عمروں میں ہدایت کا بڑا کام کیا ہے۔ جناب مولانا محفوظ الرحمان صاحب فاروقی امیر مرکز علوم شرعیہ مراٹھواڑہ مہاراشٹر نے کہا کہ آپ یہاں مرکز علم وہدایت میں آئے ہیں، اپنی زندگی کو سنوارنے کا ارادہ کرکے جایئے، دینی مزاج بنایئے، اور دین پر کاربند رہنے کی فکر دامن گیر رکھئے، خانقاہ رحمانی نے مسلمانوں کے عقیدہ واعمال کی درستگی کا بڑا کام کیا ہے، آپ اس ادارہ سے عقیدت رکھتے ہیں، آپ کی دوہری ذمہ داری بنتی ہے، کہ خود کی اصلاح کریں اور سماج کی اصلاح میں حصہ لیں۔

جناب مولانا عبدالمتین صاحب نعمانی امام وخطیب جامع مسجد فاربس گنج ارریہ نے کہا کہ ہم انسانوں کے سلوک جانوروں سے بھی بدتر ہوتے جارہے ہیں، انسانیت، بھائی چارگی، صلہ رحمی یہ سب چیزیں ہم سے رخصت ہوگئی ہیں، اس لیے ہم پریشانیوں میں گھر گئے ہیں، ہم اپنے اندر انسانی صفت پیدا کریں، سچے مسلمان بن کر جینے کا پختہ ارادہ کریں، ہمارے بزرگوں نے اپنی ساری زندگی انہیں کاموں کے پیچھے صرف کردی۔ جناب مولانا مفتی سہراب ندوی نائب ناظم امارت شرعیہ نے کہا کہ حضرت مونگیری نے اخلاص کے ساتھ خانقاہ کی بنیاد رکھی، جس کا نتیجہ ہے کہ لاکھوں لوگوں کی ہدایت کا یہ ذریعہ بنی، دنیا کا بڑا سے بڑا ادارہ وسائل کے باوجود اتنی عظیم خدمت انجام نہیں دے سکتا، تاج محل عظمت وبلندی کی علامت ہوسکتا ہے، دلوں کے سکون کا ذریعہ نہیں، دلوں کے سکون کا ذریعہ حضرت مونگیری کی بے سروسامانی میں تعمیر کردہ یہی معمولی عمارتیں ہیں جو خانقاہ رحمانی کے نام سے موسوم ہیں، انہوں نے کہا کہ اس سرزمین پر حضرت مونگیریؒ نے تین تحریکات کی بنیاد رکھی، تعلیمی تحریک، اصلاحی تحریک اور تحفظ دین وشریعت، اللہ نے ان تینوں تحریکات کی برکت سے تعلیمی انقلاب، عملی وروحانی اصلاح اور تحفظ دین وشریعت کا جو عظیم کارنامہ انجام دلایا اور آج جس طرح اس کا فیض عام ہورہا ہے تاریخ میں اس کی نظیر بہت ہی کمیاب ہے۔ جناب مولانا شبلی قاسمی نائب ناظم امارت شرعیہ نے کہا کہ امیر کی اطاعت فرض ہے، ہم سبھوں کو امیر شریعت کی بات مان کر زندگی گذارنی چاہیے۔ ہم اگر امیر کی بات مان کر چلیں گے اور ایک دھاگے میں پروئے ہوئے موتیوں کی طرح بن جائیں گے، تو بڑے بڑے ایوان اور اونچے اونچے محل سے بھی ہماری اجتماعیت کو کمزور نہیں کیا جاسکے گا۔

جلسہ کا آغاز جناب قاری نظام الدین صاحب استاذ جامعہ رحمانی کی تلاوت سے ہوا، اس موقعہ پر مولانا منظر قاسمی فاضل جامعہ رحمانی اور محمد مسعود رحمانی متعلم جامعہ رحمانی نے نظم ونعت سنا کر سامعین کو محظوظ کیا، جلسہ کی کامیاب نظامت جامعہ رحمانی کے استاذ جناب مولانا محمد خالد صاحب رحمانی اور جناب مولانا محمد رضاء الرحمٰن صاحب رحمانی نے کی۔

حج ۲۰۱۸ کے لیے فارم بھرنے کا سلسلہ ۱۵/نومبر سے شروع ہونے کا امکان

بہار ریاستی حج کمیٹی نے ایک اعلان جاری کرتے ہوئے کہا ہے کہ حج کمیٹی آف انڈیا ممبئی سے موصولہ اطلاع کے مطابق حج ۲۰۱۸ کے لئے حج فارم بھرنے کا سلسلہ ۱۵/نومبر ہی سے شروع ہوسکتا ہے، گذشتہ سالوں کے مقابلہ میں امسال یہ عمل پہلے ہی شروع ہوجائے گا، اس لئے جو حضرات ۲۰۱۸ء میں حج کے مبارک سفر پر جانے کا ارادہ رکھتے ہوں وہ اپنا پاسپورٹ وغیرہ تیار رکھیں، جن کے پاس پاسپورٹ نہیں ہے یا ہاتھ سے لکھا ہوا پرانا پاسپورٹ ہے یا پاسپورٹ کی مدت میں توسیع کی ضرورت ہے وہ اپنا پاسپورٹ بنوانے کا عمل جلد از جلد شروع کردیں، حج کمیٹی کے ذمہ داران نے علماء ،ائمہ اور تنظیموں کے ذمہ داران سے اپیل کی ہے کہ اپنے بیانات میں حج کی ترغیب سے متعلق موضوع پر ضرور روشنی ڈالیں، تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ حج کی سعادت سے بہرمند اور اس عظیم فریضہ کی ادائیگی سے شرفیاب ہوسکیں۔

ضلع ارول وجہان آباد کی ۱۶/مسلم آبادیوں میں جدید تنظیم امارت کا قیام

بہار، اڈیشہ، جھارکھنڈ اور بنگال کی آٹھ ہزار سے زائد مسلم آبادیوں میں امارت شرعیہ کی تنظیم قائم ہے، تنظیم کے ذمہ دار کو نقیب کہا جاتا ہے، جس کی حیثیت اس حلقہ کے مسلمانوں کے لئے حضرت امیر شریعت کے نمائندہ اور دینی سردار کی ہوتی ہے، اس تنظیمی سلسلہ کے ذریعہ ملت کے اتحاد اور ایک امیر شریعت کی ماتحتی میں زندگی گذارنے کے فریضہ کا قیام عمل میں آتا ہے، جن آبادیوں میں تنظیم اب تک قائم نہیں ہوسکی، امارت شرعیہ کے حضرات مبلغین ان آبادیوں تک پہونچ کر مقامی مسلمانوں کے مشورہ سے تنظیم قائم کرکے نقیب کا انتخاب کرتے ہیں، چنانچہ اسی سلسلہ میں مولانا سعود اللہ رحمانی اور مولانا محبوب رحمانی مبلغین امارت شرعیہ نے ضلع ارول اور مولانا ارشاد رحمانی نے ضلع جہان آباد کا دورہ کیا، ان حضرات نے اپنے حالیہ دورہ میں ۵۵/قدیم تنظیموں کی احیاء کے ساتھ کرتھا بلاک ضلع ارول اور جہان آباد صدر وکاکو بلاک میں ۱۶/ایسی مسلم آبادیاں جہاں تنظیم نہیں تھی وہاں تنظیم قائم کیا اور نقباء کا انتخاب بھی عمل میں آیا، جن آبادیوں میں جدید تنظیم قائم ہوئی ان کے اور نقباء ونائبین کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔

ضلع وبلاک	نام آبادی	نام نقیب	نائب نقیب
ارول۔ کرتھا	پنجراواں	محمد نسیم احمد ولد ہاشم	محمد شہنشاہ ولد مظفر امام
//	موتی پور	سید جاوید ولد سید توقیر	سید منہاج الدین ولد سید سراج الحق
//	سید پور	حافظ اظہر کریم، امام مسجد	محمد زبیر عالم ولد محمد سلیم
//	ڈھونڈھرا	محمد سکندر اعظم ولد ولی اللہ	محمد خورشید احمد ولد صغیر احمد
//	پیناٹھی	محمد اعظم حیات ولد عظیم الدین	محمد ارشد ولد معیز الدین
//	کرتھاڈیہہ	ماسٹر محمد پرویز ولد شمیم	ماسٹر محمد شاہد اختر ولد سراج الدین
//	کدمرئی	حاجی شمیم ولد محی الدین	ڈاکٹر شہاب الدین ولد عبدالرشید
//	دھمول	محمد شمیم ولد نسیم الدین	محمد شاہد حلیمی ولد الکافی حلیمی
//	ابراہیم پور	ڈاکٹر جاوید ولد تاج الدین	ماسٹر عبدالوہاب ولد محمد عباس
//	فولاد پور	مولانا محمد عاصم مظاہری ولد حاجی قسیم الدین	الحاج محمد اختر ولد حافظ سلطان
//	کنسوآ	محمد اشتیاق اعظم ولد عظیم الدین	محمد عباس ولد شہود الحق
جہان آباد صدر	جامع مسجد محلّہ	ماسٹر افضل صاحب	ڈاکٹر مقصود صاحب
//	اسٹیشن محلّہ	زاہد حسین ولد جمیل احمد	عبدالودود
//	مخدوم آباد	حاجی کلیم الدین ولد حبیب الرحمٰن	ماسٹر محمد افضل ولد محمد ایوب
جہان آباد، کاکو	کاکو بازار	حافظ عزیز الرحمٰن ولد نصیر الدین	حافظ شہاب الدین ولد شرف الدین
//	کاکو منصوری محلّہ	ماسٹر محمد مسلم ولد محمد پیر علی	عبدالقیوم انصاری ولد چمرو

دار القضاء امارت شرعیہ آسنسول کی جانب سے سیلاب زدگان کے لیے کمبل کا انتظام

گذشتہ چند ماہ قبل بارش کے موقع پر بہار کے کئی اضلاع سیلاب کی زد میں آگئے تھے، جن میں سے شمالی بہار کے اضلاع کشن گنج ،ارریہ، کٹیہار، پورنیہ، مشرقی ومغربی چمپارن، سیتامڑھی، مظفر پور، سمستی پور، دربھنگہ ومدھوبنی بری طرح متاثر ہوئے تھے اور ان علاقوں میں بڑی تباہی ہوئی تھی، اس موقع پر امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ نے ہمیشہ کی طرح بڑے پیمانے پر ریلیف اور راحت رسانی کا کام کیا۔ امارت شرعیہ کے مرکزی دفتر کے علاوہ ذیلی دفاتر کی جانب سے بھی راحت رسانی کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ امارت شرعیہ کا ریلیف ورک تین مرحلوں پر مشتمل تھا، پہلے مرحلہ میں عبوری راحت رسانی کا کام کیا گیا اور لوگوں کو غذائی اجناس اور ضروریات زندگی کے سامان بہم پہونچائے گئے۔ جب کہ دوسرے مرحلہ میں سردی کے موقع پر ان کو کپڑے، گرم ملبوسات اور کمبل فراہم کیے جارہے ہیں۔ مرکزی دفتر کے علاوہ ذیلی دفاتر سے بھی کمبلوں کا انتظام کیا جارہا ہے۔ ناظم امارت شرعیہ مولانا انیس الرحمٰن قاسمی صاحب کی جانب سے متاثرین کے لیے گرم ملبوسات اور کمبلوں کا انتظام کرنے کی تحریک زور وشور سے پورے ملک میں چلائی جارہی ہے، اس موقع پر دفتر امارت شرعیہ آسنسول سے شہر آسنسول میں اس کی مضبوط تحریک چلائی گئی، جس میں تمام اہل شہر نے حصہ لیا، بطور خاص محلّہ بودہ کے باشندگان نے اس کام میں بھرپور حصہ لیا، اور کافی محنت اور جانفشانی کا مظاہرہ کرتے ہوئے، ایک بڑے ٹرک سے گرم کپڑے اور کمبل وغیرہ کشن گنج کے سیلاب متاثرین کے لیے روانہ کیا۔ ناظم امارت شرعیہ مولانا انیس الرحمٰن قاسمی نے ان تمام حضرات کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ ضرورت مندوں کے کام آنا اور ان کی حاجت روائی کرنا عظیم نیکی ہے۔ انہوں نے ملک کے تمام اہل خیر حضرات سے بھی اپیل کی ہے کہ سردی شروع ہوچکی ہے، اس لیے جلد از جلد شمالی بہار کے سیلاب متاثرین تک سردی سے بچنے کا سامان پہونچانے میں امارت شرعیہ کی بھرپور مدد کریں۔

اہم کام

محمد شبلی القاسمی
نائب ناظم امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ

مسجد مسلمانوں کا ایک اہم مذہبی، ملی اور عبادتی مقام ہے؛ اسے ابتدائے اسلام سے ہی مرکزیت حاصل رہی ہے، ترویج اسلام اور اشاعت دین کے لئے مساجد کے ذریعہ انجام دئے گئے کارنامے تاریخ کا روشن باب ہیں؛ بالخصوص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک سے تعمیر ہونے والی مسجد، ”مسجد نبوی“ جس میں رسول پاک علیہ السلام کی امامت میں پنج وقتہ نمازیں ادا کی جاتی تھیں، اور وہیں سے دیگر دینی امور انجام دئے جاتے تھے، تاریخ گواہ ہے کہ قرون اولیٰ میں مساجد دعوت دین کے مراکز نیز بیک وقت سجدہ گاہ تعلیم گاہ، اور تربیت گاہ کے طور پر ہوا کرتی تھیں، جب تک مساجد کو مرکزیت حاصل رہی، مسلمانوں کی حالت مجموعی طور پر بہتر رہی، جب سے مساجد کی مرکزیت کمزور ہوئی اس وقت سے مسلمانوں کی دینی اور معاشرتی زندگی میں حیرت انگیز اور افسوس ناک حد تک گراوٹ آگئی۔

اس کے باوجود یہ حقیقت ہے کہ مساجد کا احترام اور اس کے منبر ومحراب سے آنے والی صداؤں کو آج بھی غور سے سنا جاتا ہے، اور مسلم معاشرہ میں اسے کافی اہمیت دی جاتی ہے، جمعہ کے مختصر اور اثر آفریں خطاب کی تاثیر آج بھی سب پر عیاں ہے۔

موجودہ حالات میں مساجد کی اہمیت اور ائمہ کرام کی ذمہ داریاں بڑھ گئی ہیں، اس وقت اسلام اور مسلمان داخلی اور خارجی طور پر چہار طرفہ حملوں کی زد میں ہیں، مسلم معاشرہ بگاڑ کے خطرناک منزل تک پہونچ چکا ہے، خاندانی نظام درہم برہم ہو رہا ہے، محبت کی جگہ نفرت نے بنالی ہے، بھائی بھائی سے دور ہو چکا ہے۔ اجتماعی وانفرادی زندگی میں دین بیزاری کا ہر طرف بول بالا ہے۔ اسلام دشمن عناصر مسلمانوں کی ہر سطح پر مخالفت کر رہے ہیں، شریعت مطہرہ کا تحفظ بھی خطرے میں دکھتا ہے، حکمتوں سے بھرپور قوانین اسلام اور واضح قرآنی ونبوی ارشادات کے مقابل دوسرے قوانین ہم پر تھوپنے کی کوشش ہو رہی ہے۔

مسلم معاشرہ کی بگڑتی اس صورت حال پر قابو پانے کے لئے کے مساجد کے ائمہ کرام کا تعاون از حد ضروری ہے، ان ناموافق حالات میں مساجد کے منبر ومحراب سے بڑا کام لیا جاسکتا ہے۔

اس احساس کے پیش نظر مفکر اسلام حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی دامت برکاتہم امیر شریعت بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ کی ہدایت کی روشنی میں امارت شرعیہ چاہتی ہے کہ تینوں ریاستوں کے ائمہ کرام کی تفصیل مع موبائل ووالٹس اپ نمبرات دفتر امارت شرعیہ میں موجود رہیں تا کہ ضرورت کے وقت رابطہ کیا جائے اور ائمہ کرام کی صلاحیتوں سے ملت کو فائدہ پہونچایا جاسکے۔ آپ کی خدمت میں اجمالی معلومات پر مشتمل ایک فارم ارسال کیا جارہا ہے، فوری طور پر اس کی خانہ پری کر کے شعبہ تنظیم مساجد، دفتر امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ ارسال کر دیں۔ ہم امید کرتے ہیں اس اہم کام میں آپ کا بھرپور تعاون ہمیں ملے گا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اجمالی معلومات ائمہ مساجد

منجانب : امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ

IMARAT SHARIAH BIHAR ODISHA & JHARKHAND

Phulwari Sharif, Patna-801505 (INDIA)

رابطہ نمبر 0612-2555351,2555014,2555668 ای میل nazimimaratshariah@gmail.com,

- نام امام مع ولدیت ....تاریخ پیدائش/عمر..
- گھر کا مکمل پتہ..
- حال مقام..
- موبائل نمبر...
- واٹس اپ نمبر...
- ای میل..
- تعلیمی لیاقت...تجربہ...
- سن فراغت...آخری تعلیم گاہ..
- نام مسجد..
- پٹنہ سے مسجد پہونچنے کا راستہ...
- مسجد کے سکریٹری کا نام مع پتہ...
- موبائل نمبر...واٹس اپ نمبر...
- مسجد کے صدر کا نام مع پتہ...
- موبائل نمبر...واٹس اپ نمبر...
- گاؤں/محلّہ کی کل آبادی...
- مسلم آبادی..غیر مسلم..
- مکتب کا نظام مسجد میں ہے یا نہیں؟.................محلّہ/گاؤں میں مکتب یا مدرسہ ہے یا نہیں؟.................
- مسجد کب سے قائم ہے؟...........................جمعہ میں نمازیوں کی تعداد:...
- محلّہ/گاؤں میں امارت شرعیہ کی تنظیم ہے یا نہیں؟...

جلد نمبر 65/55 شمارہ نمبر 44 پرنٹر پبلیشر سہیل احمد ندوی نے جی ایم آفیسٹ پریس دریا پور پٹنہ 9934188997 میں چھپوا کر ہفتہ وار نقیب امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ ۸۰۱۵۰۵ سے شائع کیا۔

WEEKENDING 13/11/2017
فون نمبر 2555351,2555014,2555668 فیکس 0612-2555280
E-mail: nazimimaratshariah@gmail.com

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT-E-SHARIAH
BIHAR ORISSA JHARKHAND
THE **NAQUEEB** WEEKLY
PHULWARI SHARIF,PATNA 801505
SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-15-17
R.N.I.N.Delhi,Regd No-4136/61

کسی دن دیکھ لینا رنگ لائے گی وفاداری
چھپاؤ گے وفاؤں کی ہماری داستاں کب تک
(اعظم سلفی)

اکیسویں صدی کی عالمی طاقتیں - ایک تجزیہ

دوسری عالمی جنگ میں نازی جرمنی اور جاپان کو ہزیمت سے دوچار کرنے میں امریکہ کا واضح رول تھا۔ 1945ء کے بعد دنیا کے فائنشل اور سکیورٹی سٹرکچر میں امریکہ کی کلیدی حیثیت رہی۔ سوویت یونین شکست و ریخت کا شکار ہوا تو امریکہ اکلوتی سپر پاور بن گیا۔ یہ نئی عالمی صورت حال دوعشرے سے بھی کم چلی۔ ضرورت سے زیادہ خوداعتماد امریکہ افغانستان اور عراق میں اپنے اہداف حاصل نہ کرسکا۔ دونوں جنگوں میں بے تحاشا مالی خسارہ ہوا۔ امریکہ کے قرضے بڑھ گئے، جانی نقصان اس کے علاوہ تھا۔ وہ جو دنیا میں ہر طرف امریکہ کا طوطی بولا کرتا تھا، وہ صورتحال بدلنے لگی۔ چین اور روس عالمی سیاست کی شطرنج کی میز پر زیادہ فعال نظر آنے لگے۔ اب صاف نظر آرہا تھا کہ اکیسویں صدی میں چار ملک اور ایک تنظیم دنیا پر چوہدراہٹ کریں گے، موجودہ عالمی تناظر میں امریکہ، چین، روس، یورپی یونین اور انڈیا اس صدی کے اہم ممالک معلوم ہوتے ہیں۔ گلوبل پاور بننے کیلئے سب سے اہم شرط مضبوط معیشت ہے۔ امریکہ اس وقت بھی دنیا کی صف اول کی اکانومی ہے۔ 2016ء میں امریکہ کا عسکری بجٹ چھ سو گیارہ (611) ارب ڈالر تھا۔ امریکہ کے فوجی اڈے دنیا میں کئی جگہ ہیں۔ جاپان، جنوبی کوریا اور فلپائن کے ساتھ امریکہ کے دوطرفہ دفاعی معاہدے ہیں، نیٹو کا امریکہ آج بھی اہم ملک ہے۔ امریکہ کی عالمی اہمیت کا ایک بڑا استون ورلڈ بینک اور آئی ایم ایف میں اس کا قد کاٹھ ہے اور فیصلہ سازی میں اہم رول بھی چھ عشروں تک، امریکہ کی یہ شہرت بھی رہی کہ وہ دوستوں کا دوست ہے اور دشمنوں کا تعاقب کرتا ہے؛ لیکن افغانستان اور عراق کی جنگوں کے بعد امریکہ کے اتحادی ممالک میں اپنے سینئر پارٹنر پر انحصار کرنے کی عادت میں کمی واقع ہوئی ہے، پچھلے صدارتی الیکشن میں ڈونلڈ ٹرمپ کی کامیابی کے بعد امریکہ کا عالمی قد کاٹھ کم ہوا ہے۔ موصوف بزنس مین ہیں اور گھاٹے کا سودا نہیں کرتے، وہ امریکی خرچے پر دوسروں کا دفاع کرنے کے مخالف ہیں۔ دوسری طرف وہ دن دور نہیں، جب چین دنیا کی نمبرون اکانومی بن جائے گا۔ تیز اقتصادی ترقی کی وجہ سے چین اپنا عسکری بجٹ بڑھانے کے قابل ہوا ہے، کچھ ایسی ہی صورتحال انڈیا کی بھی ہے۔

امریکہ کی حالیہ آبادی تین سو پچیس (325) ملین ہے۔ اندازہ ہے کہ 2050ء میں امریکہ کی پاپولیشن تین سو نوے (390) ملین ہو جائے گی؛ لیکن امریکہ کیلئے رنگ و نسل کے حوالے سے ایک بڑا امتحان بھی آنے والا ہے۔ 2050ء تک اصلی اور خالص گورے تعداد میں دوسری نسل کے لوگوں سے کم رہ جائیں گے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ امریکہ کی شاندار اقتصادی ترقی میں نووارد امریکیوں کا بڑا ہاتھ ہے۔ ایٹمی ہتھیار نووارد جرمن سائنسدانوں نے بنا کر دیئے اور یہ جو ہماری آنکھوں کے سامنے انفارمیشن ٹیکنالوجی کا انقلاب آیا ہے اس میں بھی باہر سے آئے ہوئے ماہرین کا بڑا دخل ہے اور اس ضمن میں انڈیا کا ذکر نہ کرنا بخل ہوگا۔ میں امریکہ کے مختلف علاقوں میں گیا ہوں۔ وہاں جو ترقی ایسٹ اور ویسٹ کوسٹ پر نظر آتی ہے وہ اندرونی ریاستوں میں دکھائی نہیں دیتی۔ امریکہ کے دونوں ساحلوں پر شاندار ترقی نووارد اور اعلیٰ تعلیم یافتہ لوگوں کی بدولت ہے اور یہ امریکہ کی خوش قسمتی رہی کہ اچھے سے اچھے ڈاکٹر، انجینئر، اکاؤنٹنٹ اور بزنس ایکسپرٹ ساری دنیا سے وہاں گئے اور اپنی تمام علمی اور سائنسی مہارت اپنے نئے دیس کے حوالے کردی۔ اس عمل سے دونوں کا فائدہ ہوا۔ اب پرابلم یہ آئے گا کہ گورے امریکی جن کا تعصب صدر ٹرمپ کے الیکشن میں واضح طور پر نظر آیا' شاید نئی صورتحال کو خوشدلی سے قبول نہ کریں اور اگر نسلی تعصب کا جن امریکہ کے کنٹرول میں نہ رہا تو یہ معاشرہ مزید تقسیم ہو جائے گا۔ نسلی ہمہ رنگی اور شمولی (Plural) سوچ امریکہ کی طاقت تھی جو صدر اوباما کے انتخاب کی صورت میں سامنے آئی تھی۔ اب بدقسمتی سے اس بات کا قدرے امکان ہے کہ مختلف رنگوں کا یہ گلدستہ شاید باہمی تعصّبات کا شکار ہو جائے۔ پچھلے دس سال میں امریکی قوت کم ہوئی ہے اور اگر امریکہ نسلی تعصب کا شکار ہو گیا تو اس کی اہمیت اور بھی کم ہوگی لیکن یہ بات واضح ہے کہ آج سے ستر، اسی سال بعد بھی امریکہ کوئی غیر اہم ملک نہیں ہوگا۔ ماڈرن تاریخ یہ بتاتی ہے کہ زیادہ ترقی ان ملکوں نے کی ہے جو جنگ وجدل کو چھوڑ کر امن کی طرف آئے ہیں مثلاً چین، جاپان اور جرمنی، چین کی تیز اقتصادی ترقی اور عسکری بجٹ میں اضافہ ساتھ ساتھ ہوتا رہا ہے۔ چین کی معیشت اس وقت دنیا میں دوسرے نمبر پر ہے؛ لیکن توقع ہے کہ چند سالوں میں چین اقتصادی لحاظ سے نمبرون ہوگا۔ چین کا دفاعی بجٹ بھی دنیا میں دوسرے نمبر پر ہے۔ 2016ء میں چین نے دوسو پندرہ ارب ڈالر ڈیفنس پر خرچ کئے تھے۔ چین کی پالیسی یہ ہے کہ اقتصادی تعاون اور تجارت کے فروغ سے دنیا میں اپنا مقام بنائے؛ لیکن اسے یہ ادراک ہے کہ تجارتی راستوں کا دفاع بھی ضروری ہے۔ ون بیلٹ، ون روڈ کے منصوبے ساٹھ سے زائد ملکوں کے ساتھ ہیں۔ سی پیک اس بڑے عالمی اقتصادی اور تجارتی پلان کا حصہ ہے۔ چین نے 2015ء اور 2017ء میں روس کے ساتھ بحیرہ روم اور بالٹک سی Baltic Sea میں مشترکہ مشقیں کی ہیں۔ جبوتی (Djibouti) میں چینی بحریہ نے اپنے لئے سہولتیں حاصل کی ہیں۔ ہارن آف افریقہ (Horn of Africa) کا یہ مقام تجارتی جہازوں کی حفاظت کیلئے اہم ہے۔ صومالی بحری قزاق آبنائے عدن میں اپنی کارروائیاں کرتے رہتے ہیں۔

چین کی آبادی اس وقت ایک ارب چالیس کروڑ ہے۔ توقع ہے کہ 2030ء تک انڈیا اور چین کی آبادی برابر ہوگی؛ اس لئے کہ چین میں بڑا موثر فیملی پلاننگ کا نظام ہے۔ سنکیانگ اور تبت میں داخلی مسائل موجود ہیں۔ اسی وجہ سے چین کا اندرونی سکیورٹی کا بجٹ عسکری بجٹ سے زیادہ ہے۔ ان تمام مشکلات کے باوجود اس صدی میں چین کی عالمی اہمیت نہ صرف قائم رہے گی؛ بلکہ بڑھے گی۔ اسی وجہ سے امریکہ نے انڈیا، جاپان اور آسٹریلیا کو چین کے مقابل کھڑا کیا ہے۔ انڈیا اس وقت امریکہ، چائنا اور یورپی یونین کے بعد چوتھی بڑی معیشت ہے۔ 2050ء میں انڈین آبادی ایک ارب ساٹھ کروڑ ہوگی اور چین کو پیچھے چھوڑ کر انڈیا پاپولیشن کے اعتبار سے دنیا کا سب سے بڑا ملک ہوگا۔ عسکری اعتبار سے بھارتی طاقت بڑھ رہی ہے۔ 2016ء میں انڈیا کا عسکری بجٹ چھپن (56) بلین ڈالر تھا، البتہ چین اقتصادی اور عسکری لحاظ سے انڈیا سے خاصا آگے ہے گو کہ امریکہ کی دلی خواہش ہے کہ انڈیا کو جدید ترین ٹیکنالوجی دے کر مزید طاقتور بنایا جائے، صدر پوتین کے عہد میں روس دوبارہ سے ابھرا ہے۔ یوکرائن اور جارجیا کے خلاف اس نے کامیابیاں حاصل کی ہیں۔ شام میں صدر بشارالاسد کی ڈوبتی کشتی کو بچایا ہے، البتہ روس کی معیشت امریکہ اور چین کے مقابلے کی نہیں اور اس کا زیادہ تر انحصار تیل اور گیس کی برآمدات پر ہے، جن کے ذخائر اس صدی کے آخر تک ختم ہو سکتے ہیں۔ روس کا عسکری بجٹ 2016ء میں ستر ارب تھا۔ 2050ء تک روس یقیناً اہم ملک رہے گا۔

اس وقت دنیا میں سب سے زیادہ ایٹمی ہتھیار روس کے پاس ہے، البتہ اقتصادی لحاظ سے روس تیرہویں نمبر پر ہے، اس کا مطلب یہ ہوا کہ ایٹمی پاور کسی بھی ملک کی اہمیت بڑھاتی ضرور ہے؛ لیکن ایٹمی قوت سے کہیں زیادہ اہم اقتصادی قوت ہے اس کی واضح مثال جرمنی اور جاپان ہے، جن کے پاس کوئی ایٹمی ہتھیار نہیں؛ لیکن صنعتی ترقی کی بدولت دونوں بہت اہم ہیں۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ اگر تیل کے نئے ذخائر دریافت نہ ہوئے تو 2044ء میں روس کی تیل کی برآمدات گرنا شروع ہو جائے گی، البتہ گیس کے ذخائر اگلی صدی تک چلیں گے۔ اس وقت روس یورپ کو گیس سپلائی کرنے والا سب سے اہم ملک ہے۔ روس کی کرسچین آبادی تقریباً پچاس فیصد ہے، جبکہ مسلمان پندرہ فیصد ہیں روسی آرتھوڈوکس عیسائی ہیں اور آبادی کے اس بڑے حصے کی شرح نمو بہت کم ہے۔ روس کی آبادی اس وقت 144 ملین ہے اندازہ ہے کہ اس صدی کے آخر تک روس کی کل آبادی 125 ملین رہ جائے گی۔

دوسری دلچسپ بات یہ ہے کہ روسی مسلمانوں کی آبادی میں اضافہ ہو رہا ہے۔ یہاں یہ بات غور طلب ہے کہ اس رجحان کے روس کی اندرونی صورتحال پر کیا نتائج مرتب ہوں گے۔ روس کے اندر چیچنیا کا مسئلہ فی الحال دبا ہوا ہے؛ لیکن یہ دوبارہ بھی سر اٹھا سکتا ہے۔ ایک اور بہت اہم عالمی طاقت یورپی یونین ہے۔ یہ 28 ممالک کا مجموعہ ہے جو ایک کامن مارکیٹ کے طور پر فنکشن کرتی ہے۔ ان تمام ممالک کے درمیان تجارت آزادانہ ہے یعنی کوئی کسٹم ڈیوٹی نہیں دینی پڑتی۔ ممبر ممالک کے شہری آزادانہ تمام یورپی یونین میں آجا سکتے ہیں، جاب اور بزنس بھی کر سکتے ہیں، مگر ان ممالک کا کوئی مشترکہ دفاعی معاہدہ نہیں ہے، لہٰذا یورپی یونین عسکری بلاک یا گروپ نہیں، برطانیہ نے یورپی یونین کو چھوڑنے کا فیصلہ کیا ہے اور اس فیصلے کے بعد یورپی یونین کے مستقبل پر سوالیہ نشان ضرور لگ گیا ہے۔

آبادی اور صنعتی ترقی کے لحاظ سے یورپ کا سب سے بڑا اور اہم ملک جرمنی ہے، جرمنی یورپی اتحاد کا سب سے قوی داعی بھی ہے۔ جرمنی کو یورپ کا اکنامک انجن بھی کہا جاتا ہے۔ اس ملک کی اہمیت کا اندازہ ہم اس امر سے بھی لگا سکتے ہیں کہ ایران کے ساتھ اٹامک معاملے پر سکیورٹی کونسل کے پانچ دائمی ارکان نے بات چیت کا سلسلہ کئی سال تک جاری رکھا تو جرمنی کو اس طویل عمل کا حصہ بنائے رکھا، اس کے علاوہ جرمنی سلامتی کونسل کی دائمی ممبر شپ کا مضبوط امیدوار بھی ہے۔ ڈونلڈ ٹرمپ کا امریکہ کئی انٹرنیشنل معاہدوں سے روگردانی کر رہا ہے، یا ایسا کرنے کی سوچ رہا ہے اور ان معاہدوں میں پیرس میں کیا جانے والا موسمیاتی تبدیلی کا ایگریمنٹ بھی شامل ہے۔ نارتھ امریکن فری ٹریڈ ایگریمنٹ NAFTA کے بارے میں بھی صدر ٹرمپ کے خیالات منفی ہیں۔ امریکہ اپنا فری ورلڈ کے لیڈر والا رول چھوڑتا نظر آرہا ہے۔ (بقیہ صفحہ ۶ / پر)